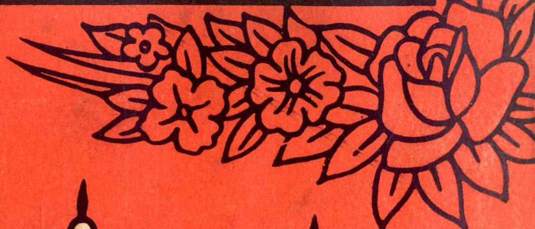


لاھور میں

اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں





محمد دین کلیم

لاھور میں

اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں

محمد دین کلیم

سلسلہ مطبوعات تاریخ لاہور نمبر ا

لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں

محمد دین کلیم

مکتبہ تاریخ لاہور - ۱۶ برنی سٹریٹ گڑھی شاہو

اولیاء اللہ در بزم وجود
ہر نفس سازند با ذکر و درود

سن اشاعت	ستمبر ۱۹۶۸ء
تعداد اشاعت	ایک ہزار
قیمت	تین روپے
مطبوعہ	البلاغ پریس لاہور
طبع	اول
ناشر	مکتبہ تاریخ لاہور - ۱۶ - برنی اسٹریٹ گڑھی شاہو لاہور

در فضائے قدس بالے می زنند
حبذا ایں آہوانِ خوش نہاد
پاک دل، قدسی صفت، جنت نژاد
مسلک ایں بندگانِ صدقِ مقال
مشرب ایں عاشقاں اکلِ حلال
(ماہر القادری)

سلسلہ مطبوعات تاریخ لاہور نمبر ۱

مکتبہ تاریخ لاہور - ۱۶ برقی سٹریٹ گڑھی شاہو لاہور

اولیاء اللہ در بزمِ وجود
ہر نفس سازند با ذکر و درُود
محرمانِ خاص و دانایانِ راز
اہلِ دل، اہلِ نظر، اہلِ نیاز
بندگانِ باصفا مردانِ حُر
امتثالِ امرِ حق در خواب و خور
محوِ ذکر و فکرِ حق در نیم شب
مثلِ چوبِ خشک پیشِ حُکمِ رب
صد ہزاراں شکر بر یک نانِ جو
در عمل چوں شاہسواراں تیز رَو
مرحبا ایں طائرانِ ارجمند
در فضائے قُدس بالے می زنند
حبّذا ایں آہوانِ خوش نہاد
پاک دل، قُدسی صفت، جنّت نژاد
مسلکِ ایں بندگانِ صدقِ مقال
مشربِ ایں عاشقاں اکلِ حلال

(ماہر القادری)

الا اِن اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا
ھم یحزنون (قرآن حکیم)

چوں شوی دُور از حضورِ اولیاء
درحقیقت گشتۂ دُور از خُدا (رومیؒ)

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی
(اقبالؒ)

اِنتساب

والد محترم کے نام

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

بے انتہا حمد و ثنا اُس پاک پروردگار عالم کے لئے جس نے اِس جہان کو پیدا فرمایا۔ لاکھوں درود اور ہزاروں سلام رحمۃ العالمین ختم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر جن کی طفیل کلام پاک ہم تک پہنچا اور ہم مسلمان پیدا ہوئے۔ سینکڑوں رحمتیں اُن قدسی نفوس یعنی اولیائے عظام اور صوفیائے کرام پر جن کی حق پرستی اور تقدس نے شمع محمدی سے اپنے چراغ جلائے رکھے اور ان کے قدوم میمنت لزوم بلخ بخارا سمرقند۔ طوس۔ ماوراالنہر، بغداد۔ خراسان۔ سرخس۔ مہنہ۔ مرو۔ غزنی کابل۔ ہرات۔ اصفہان۔ ہمدان۔ قزوین۔ تبریز۔ سبزوار۔ گورگان۔ کاشان رے۔ یزد سے جانب مدینۃ الاولیاء لاہور بڑھتے رہے۔ اور لاہور کے عوام وخواص اُن کے ارشادات سے مستفید ہوتے رہے۔

اولیائے لاہور پر آج تک جتنے بھی تذکرے لکھے جا چکے ہیں۔ وہ سب

خزینۃ الاصفیا۔ حدیقۃ الاولیا۔ تحقیقاتِ چشتی اور تاریخ لاہور سے نقل کئے
گئے ہیں یہاں تک کہ اُن کے مزارات کے پتے بھی آج سے سو سال قبل کے دیئے
گئے ہیں۔ حالانکہ لاہور ایک صدی قبل سے اب بالکل مختلف حالت میں ہے
آبادی لاکھوں تک اور آبادیاں میلوں تک بڑھ گئی ہیں۔ لہٰذا اسی خیال کو پیشِ نظر
رکھ کر میں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے سب مزارات پر میں گیا۔ اُن کے پتے تحریر
کئے اور جو مزارات نہ مل سکے اُن کا کھوج لگانا آئندہ مصنفین پر چھوڑ دیا گیا نیز
گذشتہ صدی میں جتنے قابلِ احترام اولیائے کرام کا اضافہ ہوا۔ ان کے بھی
حالات تحریر میں لائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا اگر فضل شاملِ حال رہا۔ تو اولیائے
لاہور کی تاریخ کو منضبط کرنے کا کام جاری رکھا جائے گا اور اس کی ترتیب
اس طرح ہوگی۔ پہلا حصہ۔ لاہور میں اولیائے نقشبندی کی سرگرمیاں
دوسرا حصہ۔ تاریخ اولیائے چشت لاہور (تیسرا حصہ) سہروردی اولیائے لاہور
چوتھا حصہ۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ اور لاہور (پانچواں حصہ) دیگر اولیائے لاہور
پہلے حصہ میں کوشش کی گئی ہے کہ اس میں سنین کے لحاظ سے آج تک نقشبندیہ
سلسلہ کے جتنے بھی اولیائے عظام ہیں سب کے حالات قلمبند کئے جاویں جن کا لاہور سے
تعلق رہا ہے خواہ ان کے مزارات لاہور میں ہیں یا نہیں میں اس کوشش میں کہاں تک
کامیاب ہوا ہوں یہ قارئین کرام ہی بتا سکتے ہیں بہرحال
اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اتنے نقشبندی لاہور کے صوفیائے کرام کا تذکرہ کسی ایک کتاب
میں آج تک نہیں شائع ہو سکا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے

پیش لفظ

کافی عرصہ سے میرا خیال تھا۔ کہ میں اولیائے لاہور کے متعلق ایک مکمل
اور مفید تذکرہ لکھوں جو کہ زمانہ حال کی ضروریات کے مطابق ہو۔ اور اس
میں اس عہد تک کے تمام کوائف آجائیں۔ چنانچہ اس خیال کی تکمیل کے لئے
میں نے چاروں سلسلوں (نقشبندیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ اور چشتیہ) کے
اولیاء کا علیحدہ علیحدہ تذکرے لکھنا مناسب خیال کیا۔ پیشِ نظر کتاب
لاہور کے اولیائے نقشبند کا مکمل اور جامع تذکرہ ہے۔ جس میں شروع
سے لے کر زمانۂ حال تک کے تمام نقشبندی اولیائے کرام کا ذکر آگیا ہے
زیرِ نظر کتاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ان دو جلیل القدر
اور عظیم المرتبت رہنماؤں کی لاہور میں علمی اور روحانی سرگرمیوں کا بھی
تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن کی بزرگی کی عالمِ اسلام میں دھوم تھی نیز اُن کے
معتقدین۔ متوسلین اور منتسبین کی خدمات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے
جو خطۂ پاک لاہور سے متعلق رہے۔ اور میں نے یہ کوشش کی ہے کہ
بزرگوں کو ترتیب زمانی درج کروں۔ کتاب کو تین حصوں میں تقسیم

کیا گیا ہے۔

حصہ اوّل۔ اس حصہ میں ان نامور نقشبندی اولیائے عظام کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے مدینۃ الاولیاء لاہور میں اشاعت اسلام میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مگر ان کے مقابر لاہور میں نہیں ہیں۔ مگر آج بھی لاکھوں کی تعداد میں اہل لاہور ان کے پاکیزہ اور مقدس سلسلے سے منسلک ہیں۔

حصہ دوم۔ اس حصہ میں ان حاکمانِ لاہور اور سپہ سالارانِ عساکر عہدِ مغلیہ کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے جن کا لاہور سے خاص تعلق رہا ہے اور انہوں نے دین متین میں پیدا ہونے والی بدعات کا قلع قمع کرنے اور اشاعتِ اسلام کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا اور وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک تھے۔

حصہ سوم۔ اس میں اُن نقشبندی اولیائے عظام کا تذکرہ ہے جنہوں نے باہر سے آکر اس سلسلہ کی اشاعت۔ رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور پھر یہیں مدفون ہوئے

نقشبندی سلسلہ کے متعلق یہ کتاب میں نے اس عقیدت اور ارادت کی بنا پر تحریر کی ہے جو کہ مجھے حضرت شیخ محمد افضل قادری نقشبندی کلانوری (ضلع گورداسپور) خلیفہ شیخ ابو محمد قادری

نقشبندی لاہوری سے تھی۔ اوائل عمر میں اکثر و بیشتر میں ان کے مزار اقدس پر حاضر ہوتا تھا۔ تو ایک عجیب کیفیت پیدا ہوا کرتی تھی اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے بے شمار فیوض و برکات ان کے مزار فائض الانوار سے حاصل کئے۔

اس کتاب کی ترتیب میں میری کچھ کوتاہیاں اور خامیاں بھی ہوں گی جن کے لئے میں علماء اور اہل قلم حضرات سے معذرت خواہ ہوں۔ اگر وہ کوئی سقم یا غلطی دیکھیں۔ تو مجھے مطلع فرما دیں۔ تاکہ دوسری اشاعت میں اس کی درستی کی جا سکے اور جو خوبیاں ہیں ان کو ان اولیائے کرام کی برکات تصور کیا جاوے۔ جن کے مبارک تذکروں سے یہ کتاب لبریز ہے

میں حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کا بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لئے میری ہمت بندھائی، قیمتی مشورے دیئے اور اپنے کتب خانہ سے کتابیں مہیا کیں۔ اور دیگر اہل علم حضرات سے متعارف کرایا، جن سے مجھے کافی فائدہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے (آمین)

محمد دین کلیم

۱۶۔ برنی سٹریٹ۔ گڑھی شاہو۔ لاہور



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لاہور دسویں صدی میں

قطب الدین ایبک پہلا مسلمان حکمران تھا۔ جس نے اس برصغیر
و پاک میں اسلامی بادشاہت کی بنیاد مستقل طور پر رکھی۔ ۱۲۰۶ء
سے لے کر ہمایوں بادشاہ کی وفات ۱۵۵۶ء تک اس ملک کے بادشاہ
اسلامی شعائر کی حفاظت اپنا فرضِ منصبی خیال کرتے تھے۔ مگر اکبر کے
تخت نشین ہوتے ہی اسلامی اعتقادات کو پسِ پشت ڈالنا شروع
کر دیا گیا۔

شروع میں تو اکبر نہایت سیدھا سادھا اور خوش اعتقاد مسلمان
تھا۔ اور فرائضِ مذہبی دل و جان سے ادا کرتا تھا۔ چونکہ علماء کا بڑا
اقتدار تھا۔ اس لئے اس نے بھی ان کا اقتدار قائم رکھا۔ بڑے بڑے
شہروں میں قاضی اور مفتی مقرر کئے۔ مخدوم الملک اور صدر الصدور
کو بہت زیادہ اختیارات دیئے گئے۔ اور مذہبی معاملات میں وہ جو
فیصلہ کرتے۔ سلطنت ان کو ہی تسلیم کرتی تھی۔ اس ابتدائی زمانہ میں اکبر

کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ صدر الصدور کی اس قدر عزت کرتا تھا۔ کہ اس
کی جوتیاں اٹھانا باعثِ فخر خیال کرتا تھا۔ اور اس نے ایسا کیا بھی۔
حدیث سننے کے لئے اس کے گھر جاتا۔ شاہزادہ سلیم کو اس کی شاگردی
میں دے دیا۔ اور اس کی نصیحت کا اکبر پر اتنا اثر ہوا۔ کہ اکبر خود اذان
دیتا امامت کرتا اور مسجد میں جھاڑو دیا کرتا۔ صدر الصدور کی ہر سرزنش
کو خندہ پیشانی سے قبول کرتا۔ غرضیکہ ان ایام میں اکبر پر مکمل طور پر
مذہبی رنگ غالب تھا۔

اس زمانہ میں اس کو سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری سے ارادت مندی پیدا ہوئی۔ ہر سال اجمیر جاتا۔ نذر نیازانہ
چڑھاتا۔ جب کوئی مشکل مہم پیش آتی۔ تو اکبر آباد سے اجمیر تک پا
پیادہ جاتا۔ اور دیارِ خواجہ میں منتیں مانتا۔ لاکھوں روپے چڑھاوے
چڑھاتا۔ پہروں مراقبہ میں کھویا رہتا۔ شہزادہ سلیم کی منت وہاں سے
ہی پوری ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے شہنشاہ اکبر حضرت خواجہ
غریب نواز کا بے حد معتقد ہو گیا تھا۔

بلکہ ایک دفعہ تو ایسا ہوا۔ کہ اکبر اپنی سالگرہ کی تقریب پُرسیدہ
پر زعفرانی لباس زیب تن کر کے محل سرائے سے باہر نکلا۔ صدر الصدور
نے سر دربار ٹوکا۔ اور اس قدر شدت سے کہ عصا کا سرا بادشاہ کو

جائیگا۔ اکبر اُس وقت تو خاموش ہو رہا۔ لیکن محل سرا میں جا کر ماں سے
شکائت کی۔ ماں نے سمجھایا کہ بیٹا یہ رنج کا مقام نہیں ہے بلکہ باعث
رحمت و نجات ہے۔ کتابوں میں لکھا جائے گا۔ کہ ایک بوڑھے عالم نے
ایک جلیل القدر فرمانروا کو عصا مارا۔ اور بادشاہِ وقت احترام شرع
میں برداشت کر گیا۔

مذہب سے تنفر۔ چند سال بعد ہی اکبر کے غلط مشیروں نے
اس کو غلط راستے پر ڈال دیا۔ وہ اس طرح کہ علما آپس میں معمولی معمولی
مسائل پر جھگڑا کرنے لگے۔ جس پر بادشاہ دل برداشتہ ہو گیا۔ خاص طور
پر مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری کے کردار سے جس نے لاہور میں
ایک مکان بنوایا تھا کسی نے بادشاہ سے شکایت کی۔ کہ اس نے اپنے
مکان میں نقلی قبریں بنوا کر ان میں سونا چاندی دفن کیا ہے۔ جب بادشاہ
نے اس امر کی تحقیق کی۔ تو تین کروڑ روپے نقد ان کے گھر سے نکلے اور
ان کے گورخانے سے چند صندوق ملے۔ جن میں سونے کی اینٹیں تھیں
اس سے بادشاہ مذہب سے متنفر ہو گیا۔ اس کے بعد شیخ عبدالنبی
صدر الصدور جو کہ ایک بڑے عالم تھے۔ وہ خود تو غاصب نہ تھے۔ مگر
ان کے نائبین لوگوں سے رشوت لیتے تھے۔ کیونکہ مسجدوں کے اماموں
کو جاگیریں صدر الصدور کے حکم سے ملتی تھیں۔ مزید برآں مخدوم الملک



بھی ان کا دشمن تھا۔ نیز دربارِ اکبری میں ابوالفضل، فیضی، بیربل وغیرہ کی
مذہب سے برگشتگی رنگ لائی۔ علماء ہر وقت بحث مباحثہ میں پڑے رہتے
اور ایک دوسرے کے خلاف بغض و حسد سے بات کرتے۔ اتہام لگاتے
سب سے بڑی بات یہ کہ مخدوم الملک اور صدر الصدور جیسے ذمہ دار
ارکین سلطنت نے ایک دوسرے پر شدید رکیک حملے کئے۔ فضول
مسئلوں پر جھگڑتے۔ اور ایک دوسرے کو ذلیل کرتے۔ مخدوم الملک
نے فتویٰ دیا۔ کہ شیخ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ کیونکہ اسے خونی بواسیر ہے
نیز اس کے والد نے انہیں عاق کر دیا ہے۔ اس پر شیخ نے بھی ان پر دنیا
داری۔ گمراہی اور بدنیتی کے الزامات لگائے۔ جس پر عوام علماء کے
دو گروہوں میں بٹ گئے۔ اور ہر روز فتنہ و فساد ہوتا۔ بادشاہ نے تنگ
آکر مخدوم الملک اور صدر الصدور کو ۱۵۸۰ء کے اوائل میں حج بیت اللہ
کے لئے بھیج دیا اور حکم دیا کہ بغیر اجازت واپس ہندوستان نہ آئیں۔ مگر
یہ دونوں حضرات حج کے بعد واپس آ گئے۔ مخدوم الملک تو احمد آباد گجرات
میں وفات پا گئے۔ اور صدر الصدور کو ۱۵۸۲ء میں گرفتار کر کے فتح پور
سیکری لایا گیا۔ جہاں ان کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا گیا۔

ان سب باتوں سے اکبر کے دل سے علماء اور مذہب کا احترام جاتا
رہا۔ اس نے مذہب پر سیاست کو افضل سمجھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں

کی تعداد ہندوؤں کے عشر عشیر بھی نہ تھی۔ اس لئے اکبر نے مسلمانوں کے
مقابلہ میں ہندوؤں کی طرفداری شروع کردی۔ ایک عبادت خانہ اس نے
بنوایا جس میں ہر مذہب کے عالم فاضل جمع ہوتے۔ ان کے مباحثے سنتا
چونکہ اکبر ان پڑھ تھا۔ اس لئے ان مباحثوں سے اس کے خیالات
میں الجھن پیدا ہوگئی۔ اور اس نے ایک نیا مذہب دین الٰہی کے نام
سے رائج کردیا۔ جس کے تمام اصول اور عقائد غیر اسلامی تھے۔ ملاحظہ فرمایئے

(۱) سورج کی پرستش دن میں چار دفعہ کرنی ضروری قرار دی گئی۔

(۲) بادشاہ کو سجدہ واجب قرار دیا گیا۔

(۳) شراب۔ جوا اور سور کو حلال قرار دیا گیا۔

(۴) داڑھی منڈانا دین الٰہی کا ایک لازمی جزو قرار دیا گیا۔

(۵) گائے کا پوجنا۔ قشقہ لگانا۔ جنیئو پہننا اور آگ پانی کی پرستش
کرنا ایک ضروری جزو ہوگیا۔

(۶) اسلامی معتقدات منکر نکیر۔ حساب و میزان اور حشر و نشر سے انکار
کرکے مسئلہ تناسخ کی ترویج کی۔

(۷) غسل جنابت کو منسوخ قرار دیا گیا۔ اور زنا کی کوئی ممانعت نہ تھی۔

(۸) رسم ختنہ کے متعلق حکم دیا گیا کہ بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کا ختنہ
نہ کیا جائے۔

(۹) مردہ کو شرقاً غرباً دفن کرنے کی تلقین کی۔ خود اکبر مغرب کی طرف
پاؤں کرکے سوتا تھا۔

(۱۰) فیضی کے متعلق بدایونی اپنی منتخب التواریخ میں لکھتا ہے کہ باوجود
علم و فضل کے اس میں نفاق۔ خباثت۔ ریاکاری۔ حب جاہ اور رعونت
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اصول دین کی اہانت کرتا رہتا تھا۔
صحابہ کرام۔ متقدمین اور متاخرین اہل علم اور مشائخ۔ زندہ یا مرحوم
ہر ایک کی مذمت و بے ادبی کرنے میں اسے باک نہیں تھا۔ ایسا بدعقیدہ
تھا کہ تمام حرام باتوں کو شریعت کی ضد میں حلال اور فرائض کو حرام
سمجھتا تھا اور آخر میں روسیاہ ہوکر مرا۔

چونکہ بادشاہ کے اعتقادات مذہب کے بارے میں علماء کی باہمی چپقلش
کی وجہ سے بہت خراب ہوگئے تھے۔ اس لئے لاہور کے علماء پر بھی اس کا
گہرا اثر پڑا۔ لاہور ان دنوں علم و فضل کا بہت بڑا مرکز تھا۔ توران
ایران۔ افغانستان۔ خراسان یا دوسرے اسلامی ممالک سے جو
مشائخ کرام آتے۔ ان کی پہلی منزل لاہور تھی۔ اس وقت لاہور میں
بڑے بڑے نامی گرامی عالم تھے۔ بادشاہ نے ان پر بھی اپنا اثر و
رسوخ ڈالنا شروع کیا۔ کئی نامی گرامی علماء کو دور دراز مقامات
پر قاضی مقرر کردیا۔ تاکہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں اور بادشاہ کے

اعتقادات کی ممانعت نہ کر پائیں۔ مگر اس کے باوجود لاہور کا کوئی
عالم بادشاہ کا ہم خیال نہ ہوا۔

بلکہ انہوں نے بادشاہ کی ہر طرح سے مخالفت کی۔ جس کے بدلے
ان کو سزائیں دی گئیں۔ قاضی عبدالشکور لاہوری کو جلاوطن کر کے
جونپور کا قاضی مقرر کیا گیا۔ ابھی وہ الہ آباد پہنچے تھے۔ کہ کسی
اور کو تعینات کر دیا گیا۔ اور انہیں معزول کر دیا گیا۔ چونکہ یہ لاہور
نہ آسکتے تھے۔ اس لئے الہ آباد میں ہی انہوں نے تعلیم و تلقین کا کام
شروع کر دیا۔ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری کو بھی اکبر نے بلایا۔
آپ تشریف لے گئے۔ مگر اس کے جھانسے میں نہ آئے۔ آپ کے
بھانجے اور شاگرد شیخ منور لاہوری جو کہ حافظ قرآن اور ہفت قرأت
کے ماہر تھے۔ کو اکبر نے گوالیار کے قلعہ میں اس لئے بند کر دیا کہ آپ نے
اکبر کے دین الٰہی کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔ شیخ کی وفات سنہ ۱۶۰۲ء
میں گوالیار کے قلعہ میں ہی واقع ہو گئی۔ نیز قاضی صدر الدین لاہوری
کو بھروچ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ حالانکہ آپ علوم نقلی و عقلی کے
متبحر عالم تھے۔

آخر قدرت الٰہی جوش میں آئی اور اس نے لاہور میں ایک ایسا
عظیم المرتبت انسان بھیج دیا۔ جس کے ہاتھوں اس فتنہ کا قلع قمع



ہوتا تھا۔ یہ تھے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت
عبدالرحمٰن جامی کے مرشد حضرت عبید اللہ احرار کے نقش قدم
پر چلتے تھے۔ آنجناب کی آمد لاہور میں اس وقت ہوئی۔ جبکہ شہنشاہ
اکبر شمال مغربی سرحد اور افغانستان کی مہموں کی سرکوبی کی نگرانی کا
انتظام خود کرنے کے لئے لاہور میں متواتر چودہ پندرہ سال سنہ ۱۵۸۶ء
سے سنہ ۱۵۹۹ء تک رہا۔ بڑے بڑے عمائدین سلطنت اور امیر الامرا
اس وقت لاہور میں تھے۔ جن میں سے اکثر کے نام یہ ہیں۔
قلیچ خاں اندجانی گورنر لاہور۔ خواجہ شمس الدین خوافی گورنر لاہور
مرزا نظام الدین احمد مصنف طبقات اکبری۔ فقید المثال فارسی
شاعر عرفی المتوفی سنہ ۱۵۹۰ء شیخ مبارک والد ابو الفضل و فیضی
(المتوفی سنہ ۱۵۹۲ء) ابو الفیض فیضی (المتوفی سنہ ۱۵۹۶ء) عصمت قمی
گورنر لاہور۔ ابو الفضل۔ خان خاناں۔ نواب زین خاں۔ حکیم عین الملک
اور دوسرے بڑے بڑے سپہ سالار و جرنیل شامل تھے۔

آپ کے قدوم میمنت لزوم سے اہل لاہور دو دفعہ سرفراز ہوئے
پہلی دفعہ آپ کشمیر سے لاہور سنہ ۹۳-۱۵۹۲ء میں تشریف لائے اور دوسری
دفعہ پشاور سے لاہور سنہ ۹۹-۱۵۹۸ء میں وارد ہوئے۔ آپ کی شخصیت

لوہا ماننے لگے۔ اور سچ پوچھئے تو دربار اکبری کے غلط اور ناپسندیدہ مذہبی
رجحانات کو آپ کی ہی ذاتِ اقدس نے چار پانچ سال میں لاہور اور
دہلی میں بیٹھ کر ختم کرنے کا مکمل منصوبہ بنایا جس کی مثال ملنی محال ہے
بادشاہ اور درباری امراء کے خلاف دیندار۔ متدین اور متقی اُمراء کا عظیم الشان محاذ
قائم کر دیا جن میں گورنر، امیر الامرا۔ وزیر اعظم، سپہ سالار اور بڑے بڑے ملکی عہدیدار
شامل تھے۔ ان میں خانِ اعظم جو اکبر کے آخری ایام میں وکیل مطلق اور امیر الامراء
تھا نیز شاہی مہر اُس کی تحویل میں رہتی تھی۔ بادشاہ کے غیر اسلامی عقائد سے
سخت نالاں تھا۔ گورنر لاہور قلیچ خاں اندجانی جس کی بیٹی اکبر کے بیٹے شہزادہ
دانیال سے بیاہی ہوئی تھی سخت متدین اور متشرع الشان تھا۔ اور
حضرت امام ربانی کا پیر بھائی تھا۔ مرزا عبدالرحیم خان خاناں جو وزیر اعظم
بیرم خاں کا فرزند تھا۔ حضرت باقی باللہؒ کا معتقد اور اس گروہ سے منسلک
تھا اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھا۔ مفتی صدر جہاں کی اس قدر پُروقار
ہستی تھی۔ کہ بادشاہ نے ان کو دربار میں سجدہ کرنے سے مستثنیٰ قرار دے دیا
تھا۔ حسین قلی بیگ خانِ جہاں بیرم خاں کا بھانجا اور امیر الامراء با اقتدار
امیر تھا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے متوسلین میں سے تھا۔ نواب
مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری جس نے عہد اکبر کے آخری ایام میں لاہور ہی میں
حضرت باقی باللہؒ سے ربط و ضبط قائم کر لیا تھا۔ اور آپ کے رفقاء

کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ اکبر کی وفات پر اس نے جہانگیر سے شریعت محمدیہ کی حفاظت
کا عہد لے لیا تھا۔ حضرت خواجہ کا ارادتمند تھا اور بعد ازاں تو امراء میں اس کا یہ
اثر ہوا۔ کہ نواب کریم خاں سپہ سالار افواج شہنشاہی فوجی ملازمت چھوڑ کر سرہند
میں فقر کش ہو گیا اور خاندان عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کر لی۔ ناظمانِ لاہور میں
سے نواب عبدالصمد خاں دلیر جنگ اور اُس کا عالی وقار فرزند نواب زکریا خاں
خان بہادر تو نقشبندی سلسلہ کی ترویج و تائید میں خاص طور پر منہمک رہے
حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور اُن کے نامور مرید حضرت مجددؒ الف ثانی
اور اکبری اُمراء نے جس طرح اکبری بدعات و اختراعات کا مقابلہ کر کے اُسے
ناکام بنایا۔ اس کی نظیر ملنی محال ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے کسی
صوبے میں بھی ان لوگوں نے اسلام کو ضعیف نہیں ہونے دیا۔ اور ہر
مقام پر اسلام کا ڈنکا بجایا اور نئے مذہب کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔
اکبری فتنہ کے استیصال کی بنیاد لاہور میں ہی ڈالی گئی تھی۔

بلکہ اکبر کی وفات کے وقت بڑے بڑے امراء شہزادہ خسرو جو جہانگیر کا
فرزند تھا کے معاون و مددگار تھے۔ مگر شیخ فرید بخاری نے جنہیں بعد ازاں
نواب مرتضیٰ خاں کا خطاب ملا تھا۔ اور دوسرے نامور اُمراء نے اس موقعہ
پر بڑی جرأت دکھائی۔ اور جہانگیر سے تخت نشینی کے وقت وعدہ لیا۔ کہ
وہ اکبری عہد کی بدعات کو یک قلم موقوف کر دے گا۔ اور قوانینِ اسلام کا

جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا گیا ہے کہ لاہور میں چودہ پندرہ سال اکبر کے قیام کی وجہ سے بڑے بڑے سرکاری عہدیدار بمعہ ارکین سلطنت یہاں ہی فروکش تھے اس لئے یہاں بھی اس قسم کی بہت سی بحثیں ہوئیں۔ جو اسلام کے منافی تھیں۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی لاہور میں آمد پر اُمراء شاہی دربار پر آپ کا خاص اثر ہوا۔ حالانکہ آپ کو چار یا پانچ سال سے زائد کام کرنے کی مہلت نہیں ملی۔ مگر اس قلیل عرصہ میں آپ نے نقشبندیہ سلسلے کی بنیاد مستحکم طور پر رکھ دی اور اُمرا کے طبقہ میں مذہب سے وہ محبت، اُنس اور لگاؤ پیدا کر دیا جس کے سامنے اکبری بدعات کا چراغ روشن نہ ہو سکا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ آپ کو حضرت امام ربّانی مجدد الفؒ ثانی جیسا مرید مل گیا۔ جس کی وجہ سے بقول مصنف "رودِ کوثر" ہوا کا رُخ ایک جانب سے بالکل دوسری سمت پھر گیا۔

طریقت کے دوسرے سلسلوں چشتی۔ قادری اور سہروردی کے برعکس آپکا اُصول حضرت عبید اللہ احرارؒ کی طرح یہ تھا کہ اُمراء، اغنیا اور بادشاہوں سے دور نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ اُن سے مل کر اور اُنہیں اسلام کی تعلیم سے روشناس کرا کر مسخر کرنا چاہیئے تاکہ عظمتِ اسلام عیاں ہو۔ آپ اور آپ کے نامور خلیفہ نے اس نصیحت پر عمل کیا۔ اور اس میں ان حضرات کو کتنی کامیابی حاصل ہوئی۔ تاریخ کے صفحات ان کے زرّیں کارناموں سے بھرپور ہے۔

اولیائے عظام نقشبند جن کے قدوم میمنت لزوم سے لاکھوں لاہوریوں نے فیض حاصل کیا۔ مگر وہ لاہور کی خاک میں آسودہ نہ ہو سکے

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ

آپ کا نام نامی رضی الدین اور والد ماجد کا نام قاضی عبدالسلام تھا۔
جو کابل کے ارباب علم و فضل میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ ولادت ۱۵۶۴ء میں
کابل میں ہوئی اور یہیں آپ نے علوم حدیث۔ فقہ اور تفسیر کی تکمیل کی۔ علوم رسمیہ
مولانا صادق حلوائی سے حاصل کئے۔ بعد ازاں کابل سے سمرقند اور ماوراء النہر کا سفر کیا

بیعت۔ آپ نے دہلی سے واپس جاکر بخارا میں خواجہ محمد امکنگی سے
سے بیعت کی۔ نسبت باطنی آپ کی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے
تھی۔ روحانیت میں خواجہ عبید اللہ احرار سے بھی آپ کو فیض حاصل ہوا۔
آپ بہت کم کھاتے ضرورت کے بغیر کسی سے ہم کلام نہ ہوتے۔ نماز عشا
سے نماز تہجد تک دو ختم قرآن شریف کے بعد تہجد صبح تک ایک سو بیس مرتبہ
سورت یٰسین پڑھنا روزمرہ کا معمول تھا۔

ورودِ لاہور

حضرت خواجہ صاحب لاہور میں دو دفعہ تشریف لائے۔ پہلی دفعہ آپ
کشمیر سے لاہور آئے۔ اور دوسری مرتبہ آپ پشاور سے لاہور وارد ہوئے
اور اس مرتبہ آپ کا قیام لاہور تقریباً ایک سال سے زائد ہے۔ اس

زمانے میں شہنشاہ جلال الدین اکبر متواتر ۱۴ سال یعنی ۱۵۸۶ء سے
۱۵۹۹ء تک لاہور میں قیام پذیر رہا۔ تاکہ شمال مغربی سرحد اور افغانستان
کی مہموں کی نگرانی کا انتظام خود کر سکے۔ اس زمانہ میں لاہور میں بادشاہ
کی موجودگی کی وجہ سے سلطنت کے بڑے بڑے ستون مثلاً ابوالفضل۔ فیضی
شیخ فرید بخاری۔ عصمت قلی گورنر لاہور۔ حکیم عین الملک۔ خان خاناں۔
نواب زین خاں۔ راجہ ٹوڈرمل۔ راجہ بھگونت داس گورنر لاہور۔ نواب
قلیچ خاں اندیجانی گورنر لاہور۔ مرزا نظام الدین احمد مصنف طبقات اکبری۔
خواجہ شمس الدین خوافی گورنر لاہور۔ عرفی شاعر۔ مرزا رستم صفوی پوتا
شاہ اسمٰعیل صفوی والئے ایران۔ شیخ مبارک یہاں ہی تھے۔ بلکہ اگر یہ
کہا جائے۔ کہ اس وقت لاہور میں تمام امرا اور علما ہندوستان جمع تھے
تو نامناسب نہ ہوگا۔ اور دربار اکبری کے غلط مذہبی رجحانات کو ایک ایسے
عظیم المرتبت انسان نے چار پانچ سال میں ختم کیا۔ جس کی مثال نہیں ملتی اور
اس نے درباری بدعتوں کے خلاف دیندار امرا کا محاذ قائم کیا۔

حضرت خواجہ صاحب پہلی دفعہ لاہور میں تقریباً ۹۳-۱۵۹۲ء میں
تشریف لائے اور دوسری مرتبہ ۹۹-۱۵۹۸ء میں۔

گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ جب آپ دار السلطنت لاہور پہنچے۔ تو
شیخ فرید بخاری اکبر بادشاہ کے بخشی بیگی جو نہایت غریب پرور شخص تھے۔

انہوں نے آپ کے روزانہ مصارف کی ذمہ داری اپنے اُوپر لازم کر لی - کچھ عرصہ
آپ یہاں رہ کر دہلی تشریف لے گئے - اور پھر واپس بخارا آ گئے - جہاں آپ
نے خواجہ محمد اکنگی سے بیعت کی -

دوسری مرتبہ جب آپ عازم ہندوستان ہوئے - تو ایک سال لاہور میں
قیام فرمایا - جہاں سلسلہ رشد و ہدایت اور درس و تدریس سے ہزار ہا لوگ
مستفید ہوئے - قیام لاہور کے زمانہ میں بہت سے علماء و فضلا آپ کے
پاس بیٹھے رہتے - اور علمی و دینی بحثیں گرم رہتی تھیں - یہ زمانہ آپ
کے عین عالم شباب کا تھا -

زبدۃ المقامات مصنفہ محمد ہاشم کشمی میں لکھا ہے کہ قیام لاہور کے
زمانہ میں بہت سے علماء و فضلا آپ کے پاس بیٹھے رہا کرتے تھے اور
آپ کے خیالات سے مستفید ہوا کرتے تھے - ایک دفعہ لاہور میں بارش کے
دنوں میں کیچڑ پانی کے سبب چلنا پھرنا دو بھر تھا - مگر آپ ایسے اوقات
میں بھی قبرستانوں اور ویرانوں میں کسی اہل دل کی تلاش میں پھرا کرتے تھے
لکھا ہے کہ لاہور کے اطراف و جوانب میں ایک گورستان کے قریب ایک
مجذوب رہا کرتا تھا - جب آپ اس کے پاس جاتے - تو وہ آپ کو
دیکھ کر خود ہی بھاگ جاتا - یا آپ کو مار مار کر بھگا دیتا - مگر آپ نے
اس کا پیچھا نہ چھوڑا - یہاں تک کہ ایک دن اس مجذوب نے خوش

ہو کر آپ کو بلایا - اور حصول مراد کے لئے دعائیں دیں - آپ کو ان دعاؤں
سے بہت سے فوائد ہوئے -

ایک دن لاہور کی ایک مسجد میں آپ ادائے فریضہ کے لئے تشریف
لے گئے - آپ کے ایک مخلص کا بیان ہے کہ اثنائے نماز میں آپ کے سینہ
سے ایک عجیب آواز سنائی دی - جس سے اہل صف حیران و ششدر رہ
گئے - بعد فراغت نماز آپ جلد جلد مسجد سے نکل کر اپنے مکان پر چلے گئے
اور آئندہ یہ دستور رکھا - کہ دو تین ہمراہیوں کے ساتھ گھر ہی میں نماز پڑھ
لیا کرتے -

قیام لاہور کا آپ کے متعلق ایک اور واقعہ ہے کہ اس سال سخت قحط
سالی نمودار ہوئی - اور خلق خدا نہایت تنگدستی کے عالم میں تھی - آپ کا
دل ان کی تکالیف دیکھ کر نہایت کڑھ رہا تھا - جب آپ کے سامنے کھانا
لایا جاتا - تو آپ فرماتے - یہ انصاف سے بعید ہے کہ بھوکے پیاسے گلی
کوچوں میں تڑپتے پھریں - اور ہم گھروں میں بیٹھ کر کھانا کھائیں جس قدر
کھانا ہوتا - غربا اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے - زبدۃ المقامات میں لکھا
ہے کہ آپ کئی دن تک بھوکے رہے - آپ کے بے شمار خلفا تھے - مگر
جو ناموری حضرت امام ربانی کے حصہ میں آئی - وہ اور کسی کو نصیب نہ ہو سکی
آپ کی ایک رباعی بہت مشہور ہے -

این سکہ کہ من زدم بنام فقراست — دین روشن از نور تمام فقراست
برخیز درِ خواجۂ احرار بگیر — کاں راہ ز سر حدِ مقام فقراست

وفات - ۱۶۰۳ء میں بعمر چالیس سال آپ کی وفات دہلی میں ہوئی - مزار پُرانوار شاہجہان آباد سے تھوڑی دُور فراش خانے کی کھڑکی کے باہر ہے - آپ کے مزار کے سرہانے ایک دیوار ہے - جس میں طاق طاق بنے ہوئے ہیں - اور اس میں چراغاں روشن ہوتے ہیں - مزار کے ساتھ مسجد بھی ہے - موجودہ وقت میں آپ کا مرقد منور قطب روڈ سے اجمیری دروازہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قدم شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے - جہاں بہت بڑا قبرستان ہے -

آثار الصنادید ۲۵۶ - تذکرہ علمائے ہند ۲۸۱ - حدیقۃ الاولیا ۵۷ - خزینۃ الاصفیا ۶۰۵
تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان ۲۱۵ - رود کوثر ۱۹۱

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت مجدد الف ثانی ۲۶ جون ۱۵۶۴ء کو سرہند (بھارت) میں پیدا ہوئے آپ کا اسم گرامی احمد اور لقب بدرالدین تھا - آپ کے والد ماجد شیخ عبدالاحد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مرید تھے

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کی - پھر سیالکوٹ جا کر معقولات کی کتابیں مولانا کمال کاشمیری سے پڑھیں - علم حدیث آپ نے مولانا یعقوب کاشمیری سے پڑھا - دوسری کتب آپ نے قاضی بہلول بدخشانی سے پڑھیں اور اس طرح آپ نے علوم ظاہری میں کمال حاصل کر لیا - بعد ازاں آپ اکبر آباد چلے گئے - وہاں ابوالفضل اور فیضی سے ملاقاتیں ہوتی رہیں - طریقت میں آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی - آپ کے مرشد کا اصول تھا کہ چونکہ طبقہ اُمرا زیادہ گمراہ ہے اس لئے اُمرا اور اغنیاء میں مذہبی خیالات کو فروغ دینا نہایت ضروری ہے مگر افسوس کہ آپ کے پیر و مرشد چار پانچ سال کے قلیل عرصہ کے بعد وفات پا گئے اور آپ نے اس مشن کی تکمیل میں سر دھڑ کی بازی لگا دی - اور اس میں آپ کو اتنی کامیابی اور کامرانی نصیب ہوئی - کہ آپ نے ہوا کا رُخ ایک جانب سے دوسری سمت مکمل طور پر پھیر دیا -

حضرت شیخ مجددؒ کا لاہور میں تشریف لانا

حضرت خواجہ باقی باللہؒ سرخیل سلسلہ نقشبندیہ کے حکم کے مطابق آپ لاہور تشریف لائے - آپ کی تشریف آوری کی خبر جب علمائے لاہور کو ہوئی - تو جوق در جوق آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے

لگے اور فیوض و برکات کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ یہاں آ کر آپ نے رشد و ہدایت کی مشعلیں روشن کر دیں۔ اور نہایت جوش و خروش سے تبلیغ اسلام کرنے لگے۔ ۳۰ نومبر ۱۶۰۳ء کو جب آپ کے پیر و مرشد کا دہلی میں وصال ہوا۔ تو آپ اس وقت لاہور ہی میں تھے۔ وفات کی خبر سن کر دہلی پہنچے اور راستے میں اپنے گھر سرہند بھی قیام کرنا مناسب خیال نہ کیا۔

جواہر مجددیہ میں لکھا ہے۔ کہ جب آپ اپنے مرشد کے حکم سے لاہور آئے۔ تو چونکہ آپ کے فیضان علم اور کمالات کی بڑی شہرت ہوئی۔ اس لئے بڑے بڑے علماء اور عمائد مثلاً حضرت مولانا جمال الدینؒ تلوی اور علامہ عبدالحکیمؒ سیالکوٹی آپ کے حلقۂ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔ اور اکثر و بیشتر مشائخ وقت نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ مولانا جمال الدینؒ تلوی کی بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ منکرین وحدۃ الوجود تھے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں مباحثہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے خلوت میں لے جا کر ایک آن کی آن میں آپ کو مقام توحید دکھا دیا۔ اس وقت اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ کے مرید ہوئے۔

حضرات القدس دفتر دوم مصنفہ مُلا بدر الدین نقشبندیؒ خلیفہ حضرت

امام ربانیؒ اس طرح رقمطراز ہیں۔

"جس زمانہ میں کہ حضرت لاہور میں تشریف فرما تھے۔ عالم معنوی مولانا جمالؒ تلوی حضرت کی خدمت میں آئے اور خلوت میں آپ سے پوچھا۔ کہ آج آپ کا ثانی جامع علوم ظاہر و باطن صفحۂ روزگار پر پیدا نہیں ہے مسئلۂ وحدت الوجود کہ بظاہر شریعت کے مخالف ہے مگر اولیاء اللہ کثرت سے اُس کے قائل ہیں۔ اُس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ حضرت نے توجہ و تصرف فرما کر وہ حال مولانا کو عطا فرمایا۔ اور کان میں چند کلمات کہے۔ مولانا کو طاقت نہ رہی کہ ابر نیسان کی طرح آنسو آپ کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ اور آپ کے بشرہ میں ایک تغیر مثل ارباب سکر و وجد کے پیدا ہوا۔ مولانا بے طاقت ہو گئے اور بہ تواضع و انکسار تمام قدمبوسی کے رخصت ہوئے۔

قیام لاہور میں آپ نے اپنی مجالس کو بہت فروغ دیا۔ اور اس کے بعد مولانا جمال تلویؒ آپ کے وعظ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ بلکہ امام ربانیؒ کی آپ نے نعلین بھی اُٹھائیں۔ یہ بات مولانا کے شاگردوں کو ناگوار گزری۔ کیونکہ آپ لاہور کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ جب شاگردوں نے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت امام ربانیؒ علمائے باللہ و محرمان اسرار مع اللہ ہیں۔۔ ان کا احترام لازم ہے۔ اس بارے میں مجھے معذور سمجھو۔

ایک مرتبہ حضرت نے لاہور کے قیام کے زمانہ میں عشاء کی نماز کے بعد

اس گھر کی دیوار کے متصل جس میں کہ سکونت تھی۔ کھڑے ہوکر یہ فرمایا۔ کہ خبردار آج سے دیوار کے پاس کوئی شخص نہ آئے۔ اُس وقت ابر اور بارش کا موسم بھی نہ تھا۔ بعض لوگوں کو آپ کے اس ارشاد سے بہت حیرانی ہوئی کہ اور دیواریں پُرانی ہیں۔ مگر یہ اچھی خاصی دیوار ہے۔ آخر کار اللہ تعالےٰ کے حکم سے آخر تہائی رات میں یہ دیوار گر پڑی اور ایک چھوکری جو اُس دیوار کے نزدیک تھی۔ اُس پر کچھ ڈھیلے پڑے۔ حضرت نے اس پر عتاب فرمایا۔ کہ ہم نے رات ہی کہدیا تھا۔ کہ کوئی شخص اُس دیوار کے قریب نہ رہے۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی مؤلف زبدۃ المقامات اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قیام لاہور میں آنحضرت کی مجالس میں لوگ نہایت کثرت سے شامل ہوتے تھے۔ اور فیض حاصل کرتے تھے۔ قدوۃ المشائخ شیخ میرک لاہوری جو ایک بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کے والد مخدوم شیخ عبدالاحد کے مرید اور تلمیذ تھے۔

آپ کی بہت سی تصانیف و تالیفات ہیں جن میں چند ایک کے نام تحریر کئے جاتے ہیں۔ مگر جو مقبولیت آپ کے مکتوبات کو ہوئی وہ کسی اور کتاب کو نہ ہوسکی۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ آنجناب کے مکتوبات جو تعداد میں ۶۲۴ ہیں۔ علم تصوف و طریقت و شریعت میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔

تصانیف:۔ مکتوبات امام ربانی۔ اثبات النبوۃ۔ رسالہ علم حدیث، رسالہ آداب المریدین۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ رح۔ رسالہ رسالہ ردِ روافض۔ رسالہ حالات خواجگان نقشبند۔ مبداء معاد۔ معارف لدنیہ۔ مکاشفاتِ غیبیہ۔ رسالہ تہلیلیہ۔

وفات حسرت آیات۔ آپ کی وفات ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء کو ہوئی۔ سرہند میں آپ کا مقبرہ ہے۔ عمر مبارک ۶۳ سال ہوئی۔ آپ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

جواہر مجددیہ	مجدد اعظم	حضرت القدس	رود کوثر
۴۹	۵۲	۱۵۷-۲۲۶	۲۱۷

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

آنجناب ۱۵۵۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آبا و اجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد حکومت میں ہندوستان آئے اور فوجی عہدوں پر فائز ہوئے۔ آنجناب نے تین چار ماہ میں اپنے والد ماجد سے قرآن مجید ختم کیا۔ پھر کتابت اور انشا کی تکمیل بھی اپنے والد سے حاصل کی۔ بعدہ سولہ برس کی عمر میں تمام علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کرلیا

بیعت۔ ۱۵۷۷ء میں آپ نے حضرت موسیٰ پاک شہید ملتان قادری (اُوچی) سے بیعت کی۔ اور ۱۵۸۷ء میں حج حرمین الشریفین

کے لئے حجاز پہنچے۔ سنہ ۱۵۹۰ء تک وہاں رہے اور بڑے بڑے علما اور فضلا سے حدیث اور تفسیر کے علوم کی تکمیل کی سنہ ۱۵۹۱ء میں واپس ہندوستان تشریف لائے۔ اور دہلی میں مسند درس وارشاد کو زینت بخشی۔ یہاں آکر آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے علم حدیث و تفسیر میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ اپنے وقت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی عالموں میں سے گزرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے آپ شاعر بھی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حقی تخلص فرماتے تھے۔ اشعار پانچ لاکھ کے قریب ہیں سنہ ۱۵۹۹ء میں آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس سرہٗ کی بیعت فرمائی۔ اور جلدی ہی آپ کے ان سے تعلقات بڑے مخلصانہ ہو گئے۔

ورودِ مسعود لاہور۔ آپ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ قادری لاہوری سے روحانی فیوض حاصل کرنے کے لئے لاہور تشریف لایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کو حضرت شاہ صاحب سے کمال محبت اور عقیدت تھی۔ آپ کے ہی اصرار پر حضرت شیخ محدثؒ نے فتوح الغیب کی شرح لکھی تھی۔ شیخ محدثؒ کے کئی خط حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کو لاہور آئے۔ ایک دفعہ حضرت شیخ لاہور تشریف لائے۔ اور آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری دی۔ تو حضرت شاہ

ابوالمعالیؒ نے ان کی تمام مشکلات کو حل کرنے کے بعد فرمایا۔ "اگر اظہار کردی و دانشا نمودی ترا رسوائے مرد و زن سازیم" ایک دوسری دفعہ حضرت محدثؒ جب لاہور تشریف لائے۔ تو حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کو ان کا یہ امر پسند نہ آیا۔ اور فرمایا۔ "اکنوں بہ دہلی بروید کہ دہلی در فراقِ شما بزبان حال می نالد بروید بروید" لاہور آکر حضرت شیخ محدثؒ کا آپ کی خدمت سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ ایک جگہ والہانہ عقیدت وارادت کے تاثر کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"گرفتاری ما بہ ایں شہر لاہور کہ وطن گزاشتہ ایں جا می باشیم اسباب آن ایں است کہ ایں جا کسے ہست کہ گرفتار ادیم"۔

اپنے فرزند حضرت شیخ نور الحقؒ دہلوی کو خط لکھا "طلب الغیور فی قصۃ السفر لاہور" جس میں بتایا ہے کہ کس طرح حضرت شاہ صاحب آپ کی تصانیف کی تعریف کر کے ان کا دل بڑھاتے۔

فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ حضرت شاہؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے میری تمام مشکلات حل کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ اگر تو نے افشائے راز کیا۔ تو تجھے مردوں اور عورتوں میں رسوا کروں گا۔ اس کے بعد لاہور میں کچھ عرصہ کے لئے انہیں مقید کر دیا۔ اس قید سے حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کا مقصد آپ کی روحانی تربیت تھی۔

بعدازاں حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے آپ کی نقل وحرکت اور لاہور آنے پر

پابندی لگادی تھی۔ تاکہ آپ اپنی تالیفات پر مکمل توجہ دے سکیں۔ اور تصنیفات
کا سلسلہ قائم رکھ سکیں۔ لاہور ملاقات کرنے کو آنا چاہتے۔ تو آپ روک
دیتے۔ اور اگر لاہور آجاتے۔ تو حضرت شاہ صاحبؒ دہلی واپس جانے پر
اصرار کرتے۔ آخری عمر میں آپ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے بہت زیادہ عقیدتمند
ہو گئے تھے۔ بلکہ آخری عمر میں آپ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کو اپنا روحانی پیشوا
سمجھنے لگے تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی وفات کے بعد آپ اپنی روحانی
مشکلات حضرت شاہ صاحب سے ہی حل کراتے رہے۔

حضرت شیخ محدثؒ اور حضرت میاں میر قادریؒ۔

شہنشاہ نورالدین جہانگیر جب آخری مرتبہ کشمیر جنت نظیر گیا۔ تو چند
معاندین نے حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ اور مرزا حسام الدین جو حضرت
خواجہ باقی باللہؒ کے خلفا میں سے تھے۔ کے خلاف شہنشاہ کے پاس
جھوٹی باتیں گوشگذار کیں۔ شہنشاہ نے فوراً ان کی طلبی کا حکم صادر فرمایا۔
آپ چونکہ کافی عمر رسیدہ تھے اس لئے بڑی مشکل سے لاہور پہنچے۔ اور
حضرت میاں میرؒ قادری کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تمام واقعات کہہ
سنائے۔ کہ اس بڑھاپے میں وطن اور اولاد سے جدائی ممکن نہیں۔ بس آپ
نے ان کو تسلی دی کہ نہ آپ اور نہ مرزا حسام الدین کشمیر جائیں گے اور نہ ہی
آپ کا صاحبزادہ شیخ نورالحقؒ کابل جائے گا بلکہ سب لاہور سے ہی جلد

واپس چلے جاؤ گے۔ چار روز کے بعد جہانگیر کی وفات کی خبر لاہور پہنچی اور
سب کی جلاوطنی کے احکام منسوخ ہو گئے۔ اور سب ہنسی خوشی واپس
اپنے وطن چلے گئے۔ یہ واقعہ ۱۶۲۷ء کا ہے۔ قیام لاہور میں آپ حضرت
میاں میرؒ کی مجالس میں شریک ہو کر فیوض باطنی حاصل فرماتے رہے۔

آنجناب کا کافی دیر سے ارادہ تھا کہ فتوح الغیب کی شرح لکھوں۔
مگر حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ کئی ایک دشواریاں تھیں۔ چنانچہ آپ گتھیوں
کو سلجھانے کے لئے لاہور پہنچے۔ حضرت شاہ صاحبؒ سے نیاز حاصل
کیا۔ تین دن آپ کی خدمت میں رہے۔ اسی دوران آپ نے شرح فتوح
الغیب لکھنے کا اشارہ کیا۔ اور ساتھ ہی تاکید بھی کی۔ کوئی انکار کی گنجائش
نہ رہی۔ ہمت نے یاوری کی۔ اور آپ کی توجہ سے یہ عظیم الشان کام جلد ہی
پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ محدثؒ نے حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کی علالت کی
خبر سن کر ان کی عیادت کے لئے لاہور آنے کا قصد کیا۔ معاً آپ کے دل
میں شاہ صاحب کی ممانعت کا خیال آیا۔ تو رک گئے اور آپ کی خدمت
میں لاہور خط لکھا۔ جس میں اپنے ذوق و شوق کا اظہار کیا تھا۔ بعد میں
جب آپ صحتیاب ہو گئے تو خبر ملتے ہی آپ کی خدمت میں خط لکھا۔
"حق جل و علا سایۂ رحمت و محبت ایشاں را بر فقرائے ایں سلسلہ پائندہ

دارد کہ وسیلۂ حل بسے از مشکلات وسبب آسانی دشواری ات"

تصنیفات۔ آپ نے بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں یہ کتب بہت مشہور ہیں۔

اخبار الاخیار۔ زبدۃ الآثار۔ تکمیل الایمان۔ آداب الصالحین رسالہ وظائف۔ شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ شرح فتوح الغیب۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ مدارج النبوۃ۔ شرح اسماء الرجال بخاری۔ جامع البرکات۔ حلیہ سید المرسلین وغیرہ وغیرہ۔

وفات۔ سنہ ۱۶۴۲ء میں چورانوے سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کی تاریخ ولادت "شیخ اولیا" اور تاریخ وفات "فخر عالم" سے نکلتی ہے۔ مزار گوہربار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے پاس حوض شمسی پر واقع ہے۔ مقبرہ کے اندر قبر کے سرہانے ایک دیوار پر آپ کا سارا حال لکھا ہوا ہے۔ مقبرہ چونے پتھر کا ہے۔

تذکرہ صوفیائے پنجاب ۹۲ ؛ حدیقۃ الاولیا ۱۰۲ ؛ آثار الصنادید
تذکرہ علمائے ہند ۲۷۶ ؛ رود کوثر ۲۹۴

حضرت شیخ آدم بنوریؒ

شیخ آدم سید حسینی تھے۔ والد کا اسم گرامی سید اسماعیل تھا۔ بنور کے رہنے والے تھے۔ جو مضافاتِ سرہند میں ایک قصبہ ہے۔ جب ذرا ہوش سنبھالا۔ تو حاجی خضر افغان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد آپ حضرت امام ربانیؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اور آپ کی بیعت کرلی کسب معاش کے لئے آپ لشکر شاہی میں ملازم ہوگئے۔ مگر کچھ ہی عرصے کے بعد ایک واقعہ سے متاثر ہو کر فوج کی ملازمت ترک کردی۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ چونکہ آپ امی محض تھے۔ ایک جذبہ کے تحت آپ نے کلام پاک حفظ کیا۔ اور علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کرلیا۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ جن میں سے ایک سو کے قریب خلفا تھے۔ جو کہ اطراف عالم میں پھیلے ہوئے تھے لکھا ہے کہ آپ کی خانقاہ میں ایک ہزار سے زائد طلباء کو روزانہ کھانا ملتا تھا۔ آپ کے باورچی فقرا کے لئے کھانا نہایت محنت اور پاکیزگی کے ساتھ باوضو پکاتے تھے۔ اور سب کو برابر تقسیم کرتے تھے۔

حضرات القدس مصنفہ مولانا بدرالدین سرہندی میں لکھا ہے کہ آپ کی مجلس میں کسی امیر کو کسی فقیر پر فضلیت نہ تھی۔ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا آپ کا خاص طریق تھا۔ خلاصۃ المعارف اور رسالہ نکات اسرار آپ کی تصنیفات ہیں۔

لاہور میں آمد۔ تذکرہ آدمیہ میں لکھا ہے کہ ۱۶۴۲ء میں جب آپ لاہور تشریف لائے۔ تو آپ کے ہمراہ دس ہزار مشائخ سادات اور پٹھان تھے۔ شاہ جہان ان دنوں لاہور میں تھا۔ دشمنوں نے شہنشاہ کے کان اس طرح بھرے۔ کہ شیخ آدمؒ کے ساتھ اس قدر جمعیت کسی خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اور اگر وہ چاہے۔ تو آپ کی حکومت کا تختہ اُلٹ سکتا ہے۔ شاہ جہان نے اپنے وزیر اعظم نواب سعد اللہ خاں اور ملا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی کو تحقیق حال کے لئے بھیجا۔ آپ ان سے سرد مہری سے پیش آئے۔ اور توجہ نہ فرمائی۔ اور کافی دیر تک ان سے بات نہ کی پھر ان کو ترکِ دنیا کی تلقین فرمائی۔ نواب سعد اللہ خاں نے واپس آکر تمام حالات سے شاہ جہان کو آگاہ کیا۔ کہ افغانوں کی ایک مضبوط جمعیت حضرت شیخ کے ہمراہ ہے ممکن ہے فساد پر آمادہ ہوں مناسب یہی ہے کہ آپ کو کسی دوسری جگہ بھیج دیا جاوے۔ شاہ جہان نے شیخ آدم کو پیغام بھیجا وہ حج کو چلے جاویں۔ حضرات القدس میں تحریر ہے کہ ایک زمانہ دراز سے

آپ زیارت بیت اللہ اور دیدار روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشتاق تھے۔ اس لئے آپ تخت گاہ لاہور سے سیدھے وطن کو واپس ہوئے اور وہاں سے بیت اللہ شریف تشریف لے گئے۔

قیام لاہور کے دوران ہزارہا افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کئے۔ اور اہل لاہور آپ کے وعظ و نصیحت سے بے حد مستفید ہوئے۔ صاحب حدیقۃ الاولیاء نے لکھا ہے کہ جب سید آدم بنوریؒ نقشبندی مجددی نے حضرت طاہر بندگیؒ لاہوری کی بزرگی کا شہرہ سنا تو آپ پاپیادہ بنور سے لاہور آئے۔ اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت شیخ سعدیؒ بخاری مجددی لاہوری آپ کے ممتاز خلفا میں سے تھے۔ جو بچپن سے ہی شیخ آدم بنوری کی خدمت اقدس میں رہے۔ اور انہیں سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔

وفات۔ آپ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی مصنف حضرات القدس لکھتا ہے کہ عرب ممالک میں آپ کی قبولیت کثرت سے ہوئی۔ جب آپ نے واپس وطن آنے کا قصد فرمایا۔ تو بارگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت ہوئی کہ اے میرے فرزند میرے پڑوس میں رہو ۱۶۴۳ء میں آپ نے وہاں ہی رحلت فرمائی۔ اور روضہ منورہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب تھوڑے فاصلے پر مدفون ہوئے۔ کہ

روضۂ منورہ کا سایہ آپ کی قبر پر پڑتا ہے۔

روز کوثر ۲۸۶ - تذکرہ صوفیائے پنجاب ۳۳۶ - حضرات القدس حصہ دوم ۳۵۳ - خزینۃ الاصفیا ۶۳۰ - مجدد اعظم ۲۲۵ - حدیقۃ الاولیاء ۱۷

حضرت شیخ نور الحق رح دہلوی

آپ حضرت شیخ عبدالحق محدث رح دہلوی کے فرزند اور خواجہ محمد معصوم رح مجددی کے مُرید تھے۔ عہد شاہ جہان میں اکبر آباد کے قاضی مقرر تھے۔

ورود لاہور۔ سنہ ۱۶۲۷ء میں شہنشاہ جہانگیر کشمیر میں تھا کہ حاسدین نے حضرت شیخ عبدالحق محدث اور میرزا احسام الدین کے متعلق بادشاہ کے کان بھرے۔ بادشاہ نے دونوں کو کشمیر بلوا بھیجا۔ شیخ محدث رح اس وقت بھکر کے پیٹے میں تھے۔ باپ کو کشمیر حاضری دینے اور بیٹے شیخ نور الحق رح کو کابل جانے کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ سخت پریشانی کے عالم میں دونوں باپ بیٹا اور میرزا احسام الدین لاہور پہنچے۔ حضرت میاں میر رح قادری لاہوری کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اور تمام حقیقت سے آگاہ کیا اور کہا۔ کہ اس بڑھاپے میں وطن اور اولاد سے جدائی بڑا تکلیف دہ امر ہے۔ حضرت صاحب نے تسلی دی اور فرمایا۔ کہ کوئی بات نہیں۔ نہ آپ کشمیر جائیں گے اور نہ ہی آپ کے صاحبزادے کو کابل جانا ہو گا۔ ابھی شیخ لاہور ہی میں تھے

کہ جہانگیر کا انتقال ہو گیا۔ اور آپ شیخ نور الحق رح کے ساتھ واپس دہلی چلے گئے۔
آپ نے اورنگ زیب عالمگیر کے ایما پر صحیح بخاری کا ترجمہ چھ جلدوں میں کیا۔ نیز آپ نے اپنے والد کی کتاب زبدۃ التواریخ کو شیخ فرید بخاری کے کہنے پر اضافہ کے ساتھ مرتب کیا۔

وفات آپ کی سنہ ۱۶۶۳ء میں ہوئی۔ مزار گوہر بار دہلی میں ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔



روز کوثر ۳۲۳ - تذکرہ علمائے ہند ۵۳۴

قیوم رابع حضرت محمد زبیر رح

آپ حضرت ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بن قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رح بن حضرت امام ربانی رح (قیوم اول) کے پوتے تھے۔ حضرت قیوم ثالث رح جو حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے تو آپ کو ہمراہ لے گئے تھے۔

لاہور میں آمد۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات پر اس کے بیٹوں میں تخت نشینی کی جنگ چھڑی۔ تو شہزادہ اعظم ...... شہزادہ معظم (بہادر شاہ) پر غلبہ پا لیا۔ اور شکست کے آثار نظر آنے لگے۔

اس وقت شہزادہ معظم نے جو بزرگان مجددیہ کا ارادت مند تھا۔ ان کا سہارا
طلب کیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اور ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی۔
کہتے ہیں۔ کہ چند لمحے بعد شمال کی طرف سے خوفناک آندھی اٹھی جس نے
شہزادہ اعظم کی فوج میں کھلبلی مچادی۔ اور اس کو شکست فاش ہوگئی اور
شہزادہ معظم بہادر شاہ کے لقب سے ہندوستان میں حکمرانی کرنے لگا۔ اس
واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت قیوم رابعؒ لاہور تشریف لائے۔ لاہور کے ہزاروں
لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور آپ کے مرید
ہونے لگے۔ بیشتر افراد نے آپ سے علوم ظاہری و باطنی میں فیض حاصل کیا
اور بے شمار نے خلافت پائی۔ جتنا عرصہ آپ نے لاہور میں قیام فرمایا لاہور
کے لوگ آپ کے وعظ و نصیحت سے بہت مستفید ہوئے۔

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ خواجہ محمد صادق کابلی قدس سرہٗ جو
حضرت امام ربانیؒ کے قدیم مریدوں اور مخلص احباب اور خلفا میں سے تھے
جب درجہ کمال کو پہنچے اور مقامات طریق سے مشرف ہوئے۔ تو آنجناب
نے آپ کو خلافت اور تعلیم طریق کی اجازت عطا فرمائی۔ بعد ازاں آپ نے
بلدہ لاہور میں اقامت فرمائی۔ اور ہزارہا افراد نے طریق نقشبندی مجددی
میں آپ سے فیوض حاصل کئے۔ قیام لاہور میں آپ کو قبولیت کامل
حاصل ہوئی اور ۱۰۱۸ھ میں آپ نے وفات پائی۔

علاوہ بریں اسی کتاب میں یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی
جو حضرت امام ربانیؒ کے محرم اسرار تھے۔ اور جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ
کے مکتوبات کی تیسری جلد مرتب کی ہے۔ فرماتے ہیں۔
کہ ایک روز بزمانہ ہدایت و ارشاد برہان پور میں گھوڑے پر سوار کہیں جا
رہے تھے۔ اور بہت سے امرا و حکام آپ کے جلو میں ہمراہ تھے۔ لوگوں کا زیادہ
ہجوم دیکھ کر آپ نے انکسار کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں کیا اور میری لیاقت اور
قابلیت کیا۔ یہ سب حضور کے ایک کلمہ کا ظہور ہے۔ جو آپ نے میرے
بارے میں لاہور میں ارشاد فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ لاہور میں میں
اور دوسرے اکابر آپ کی (حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ) کی سواری
کے جلو میں ہمراہ جا رہے تھے۔ کہ میں اس ہجوم میں کیچڑ میں گر پڑا تو آنجناب
نے براہ شفقت فرمایا۔ کہ اے خواجہ بہت جلد تو گھوڑے پر سوار ہوگا۔
اور اکابر و امرا تیری سواری کے جلو میں ہوں گے۔

مجدد اعظم ۲۵۳ - حضرات القدس ۳۱۶ - ۳۹۱

استاذ الکل حافظ غلام محی الدین بگوی نقشبندیؒ

ولادت۔ آپ بگہ ضلع جہلم کے قصبہ میں حافظ نور محمدؒ کے گھر

۱۲۱۰ھ/۱۷۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ یہ سکھوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ مرکزی حکومت بہت کمزور تھی۔ اس لئے سکھوں نے پنجاب میں ادھم مچا رکھا تھا مسلمانوں کو نماز باجماعت اور اذان سے روکا جاتا تھا۔ مساجد منہدم اور آثار اسلامیہ نیست و نابود کئے جا رہے تھے۔

تعلیم و تربیت۔ سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء میں اپنے چھوٹے بھائی حافظ احمد دین بگوی کے ساتھ دہلی چلے گئے۔ بارہ سال دہلی میں رہ کر علم حدیث حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی سے حاصل کیا۔ اور اس کی سند حضرت شاہ عبد العزیز سے حاصل کی۔

بیعت۔ دہلی کے قیام میں حضرت قیوم زمان مولانا شاہ غلام علی نقشبندی سے سلسلہ قادریہ مجددیہ میں بیعت کی۔ اور خرقہ خلافت حاصل کر کے مجاز ہوئے۔

مراجعت اور قیام لاہور

دہلی سے واپس اپنے وطن گئے۔ آپ کی علمیت سے متاثر ہو کر فقیر عزیز الدین جو کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر تھے۔ کے کہنے پر آپ لاہور تشریف لے آئے۔ اور بیس سال مسجد حکیماں لاہور میں علم حدیث کا درس دیتے رہے۔ فقیر صاحب موصوف نے فقیر خانہ

تعمیر کرایا۔ جس میں طلباء کی رہائش اور دیگر ضروریات کا عمدہ انتظام رکھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ آپ کا بے حد معتقد تھا۔ اور اس نے ایک بہت بڑی جاگیر پیش کی۔ جو آپ نے منظور نہ فرمائی۔

وفات۔ آخری عمر میں آپ لاہور سے وطن بگہ واپس تشریف لے گئے۔ اور وہاں ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء میں بعمر ۶۳ سال انتقال فرمایا۔

تذکرہ مشائخ بگویہ

حافظ احمد دین بگوی نقشبندی

آپ حضرت مولانا غلام محی الدین کے برادر خورد تھے ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کی تعلیم اپنے برادر بزرگ کے ساتھ قیام دہلی میں حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی سے حاصل فرمائی اور بیعت سلسلہ قادریہ مجددیہ میں حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی سے کی۔

لاہور میں آمد

آپ حضرت استاذ الکل کے ہمراہ لاہور تشریف لائے تھے اور کافی عرصہ لاہور میں مقیم رہے کچھ عرصہ بعد آپ نے یہ اصول بنا لیا۔ کہ چھ ماہ آپ کے بڑے بھائی لاہور میں قیام کرتے اور درس و تدریس میں مشغول رہتے۔

اور اگلے چھ ماہ آپ اُن کی جگہ رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین میں مصروف رہتے جس سے بگہ اور لاہور کے دینی مدارس مستفید ہوتے رہے۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا غلام رسولؒ ساکن قلعہ میہاں سنگھ۔ حافظ ولی اللہ لاہوری مولوی غلام قادر بھیروی۔ اور حکیم نور دین قادیانی مشہور و معروف ہیں۔

آپ کے فرزند مولوی محمد شفیق بگوی شاہی مسجد لاہور کے سولہ سال تک خطیب رہے۔ زبدۃ العارفین مولانا عبد العزیز بگوی چشتی بھی اکثر و بیشتر لاہور آتے۔ اور حضرت میراں حسین زنجانیؒ اور حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزارات پر حاضر ہوتے۔ مولانا عبد العزیز کے فرزند الحاج محمد ذاکر بگویؒ بھی کافی عرصہ لاہور میں رہے۔ اور لاہور ہی میں وفات پائی۔ نماز جنازہ مسجد وزیر خاں میں پڑھائی گئی اور بعد ازاں اپنے وطن میّت لے جائی گئی۔ پہلے پہل انجمن حمایت اسلام لاہور کے قائم کردہ مدرسہ حمیدیہ میں بحیثیت صدر مدرس مولوی فاضل کے طلباء کو پڑھانے پر مامور ہوئے۔ آپ نے سولہ سال کی عمر میں مولوی فاضل کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا تھا۔

وفات - آپ کی وفات بعمر ۶۳ سال ۱۲۸۶ھ رمضان مطابق ۱۸۶۹ء میں ہوئی۔ اور اپنے خاندانی قبرستان بگہ میں مدفون ہوئے۔

مولانا غلام دستگیر نقشبندی قصوریؒ

حضرت مولانا غلام دستگیر ہاشمیؒ قریشی صدیقی قصوری محلہ چلہ بیبیاں اندرون موچی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی مولانا حسن بخش صدیقیؒ تھا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا محمد بخش مسجد آلا مجید لاہور میں عرصہ تک خطابت اور درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب مولانا سن شعور کو پہنچے۔ تو آپ قصور چلے گئے۔ اور حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کے شاگرد اور داماد بنے۔ تمام علوم ظاہری و باطنی آپ نے حضور سے ہی حاصل کئے۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ نے قرآن پاک کی تفاسیر اور احادیث کی تشریحات پر مکمل عبور حاصل کر لیا۔ یہ نہایت پُر فتن زمانہ تھا۔ اور انگریز مرزائیت، وہابیت، چکڑالویت اور نیچریت کی حمایت کر رہی تھی۔ آپ آگے بڑھے اور حکومت سے بھی نہ گھبرائے۔ اور ان فتنوں کا نہایت پامردی سے مقابلہ کیا۔

اس زمانہ میں جن اہل سنت والجماعت علماء نے آپ کا ہاتھ بٹایا۔ اُن میں مولانا غلام قادر بھیرویؒ۔ حافظ ولی اللہ لاہوریؒ۔ مولانا نور احمد لاہوریؒ حضرت امام احمد رضا خاںؒ بریلوی۔ مولانا غلام محمد بگویؒ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ

برصغیر پاک و ہند میں مناظرہ کے فن میں آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اللہ
نقشبندی سلسلہ کی ترقی میں آپ تمام عمر کوشاں رہے۔ لاہور شہر میں ہزارہا
افراد آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور انہوں نے نقشبندی سلسلہ میں ہدایت
پائی۔ آج بھی ہزارہا مسلمان آپ کے سلسلہ کے نام لیوا ہیں۔

مفتی غلام سرور لاہوری کے ساتھ ۱۸۹۰ء میں حج بیت اللہ کو
تشریف لے گئے تھے۔ مفتی صاحب کو دربار حبیب ﷺ کی حاضری کا اس
قدر اشتیاق تھا کہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ دیار حبیب پہنچ کر پھر نہ لوٹوں۔
فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری کے لئے جاتے ہوئے
مضافات میدان جنگ بدر میں ہیضہ سے وفات پائی۔ اور وہاں ہی سپرد
خاک کر دیئے گئے۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر نقشبندی
قصوری جو آپ کے ہمرکاب تھے۔ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

تصانیف - آپ کی درج ذیل تصنیفات نہایت مشہور و معروف ہیں
(۱) تحقیق الصلوٰۃ الجمعہ (۲) تحفہ دستگیریہ بہ جواب اثنا عشریہ
(۳) ہدیۃ الشیعین منقبت چاریار مع حسنین (۴) ظفر المقلدین۔
(۵) اہم الشیاطین براغلوطات البراہین۔ (۶) جواہر مضیئہ رد نیچریہ
(۷) تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ (۸) مخرج عقائد نوری
بجواب نغمہ طنبوری۔ (۹) نصرۃ الابرار فی جواب الاشتہار (۱۰)

(۱۲) عروۃ المقلدین بالہام القوی المبین (۱۳) توضیح دلائل و تفریج
الحاجات فرید کوٹ (۱۴) تحقیق تقدیس الوکیل (۱۵) فتح الرحمانی
بردفع کید قادیانی (۱۶) عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان

وفات - آپ نے ۱۸۹۶-۹۷ء میں قصور میں وفات پائی اور وہاں
کے مشہور و معروف قبرستان میں مدفون ہوئے۔
مقدمہ تقدیس الوکیل طبع ثانی ۱۹۶۷ء۔ بزرگان لاہور صفحہ ۲۱۹

الحاج حافظ مولوی غلام محمد بگوی نقشبندی

ولادت - آپ ۱۲۵۵ھ میں بمقام بگہ جو دریائے جہلم کے کنارے
ایک قصبہ ہے میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مولانا حافظ غلام محی الدین
بگوی کے فرزند ارجمند تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل
کی اور ساتھ ہی علم حدیث کی بھی تکمیل کی۔

بیعت - پہلے آپ نے اپنے والد گرامی سے فیوضات باطنی حاصل
کئے۔ پھر سلسلہ نقشبندیہ میں حرمین الشریفین میں رہ کر حضرت شاہ عبدالغنی
کی صحبت حاصل کی۔ بعدازاں آپ نے سلسلہ نقشبندیہ میں قطب
العالم مخدوم الانام حضرت باباجی فقیر محمد نقشبندی تیراہی (چورہ
شریف) سے بیعت کی۔

لاہور میں آمد

سکھوں نے اپنے عہد حکومت میں بادشاہی مسجد لاہور کو چھاؤنی قرار دیا تھا۔ مسجد کا صحن گھوڑے اور خچروں کی لید سے ناپاک رہتا تھا شمالی اور جنوبی حجرے میگزین کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ متحارب گروہوں کی لڑائی میں مسجد کو سخت نقصان پہنچا۔ میناروں کی ایک ایک منزل گر گئی۔ در و دیوار شکستہ ہو گئے۔ انگریزی عہد میں مسجد کچھ عرصہ فوجی گوروں کا مسکن قرار پائی۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا غلام محمد بگویؒ لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر مسجد کو واگذار کرایا۔ اور اپنی نگرانی میں مسجد کی مرمت پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کرایا۔ تطہیر مسجد کا یہ اہم فریضہ قسام ازل نے آپ کے ہی حصہ میں رکھا تھا۔ بعد ازاں خان بہادر ڈپٹی محمد برکت علی خاں اور فقیر جمال الدین و دیگر اکابر لاہور کے اصرار پر آپ نے لاہور میں اقامت اختیار کی۔ اور مسجد شاہی کی تولیت و خطابت کے فرائض آپ ہی کے ذمہ رہے۔

اخلاقِ عالیہ۔ آپ شروع سے ہی نہایت نیک ذات کے مالک تھے۔ بچپن سے ہی تہجد خوان تھے۔ اکثر شب بیداری کرتے تھے۔ سنا گیا ہے کہ آپ سے کبھی گناہ کبیرہ سرزد نہیں ہوا۔ مہمان نو

اور فراخ دلی میں شہرہ آفاق تھے۔ رفتار نہایت نرم اور باوقار تھی۔ گفتار حلیمانہ اور حکیمانہ تھی۔ کلام مؤثر اور دل نشین تھا۔ بڑے بڑے مشکل مسائل کو نہایت ہی آسان پیرایہ میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ روزانہ ایک منزل قرآن مجید تلاوت فرماتے اور ساتویں دن قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ پہلے مولوی محمد رفیق اور دوسرے مولانا محمد شفیق جو سولہ سال تک بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب رہے۔ اور بالآخر اراکین انجمن اسلامیہ لاہور سے اختلاف کی بنا پر ۱۳۳۶ھ میں اپنے وطن بگہ واپس چلے گئے۔

وفات۔ آپ کی وفات چار جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ میں ہوئی بمطابق سن عیسوی ۱۹۰۰ء

"بجھا ہے پنجاب کا چراغ آہ اب"
۱۳۱۸ھ

تذکرہ مشائخ بگویہ۔ ۱۹

حضرت میاں شیر محمد نقشبندیؒ

آپ ۱۸۶۵ء میں بمقام شرقپور تولد ہوئے والد صاحب کا اسم گرامی میاں عزیز الدین تھا۔ بچپن سے ہی آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے

پہلے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ پھر مڈل سکول شرقپور میں داخل ہوئے۔ مگر
دنیاوی تعلیم کی طرف طبیعت راغب نہ ہوئی۔ فارسی کی چند کتب اپنے
چچا حافظ حمید الدین سے پڑھی۔ خوشنویسی کی طرف رجوع کیا۔ تو اس
میں ناموری حاصل کی۔

آپ مادر زاد ولی تھے۔ بچپن سے ہی آپ کی پیشانی سے انوارِ الٰہی
نمودار تھے۔ اور مذہب کی طرف میلان زیادہ تھا۔ بیعت کے لئے آپ
نے حضرت بابا امیر الدین کوٹلہ والے کا انتخاب فرمایا۔ اور ان کے دستِ
مبارک پر بیعت کی۔ جو کہ حضرت امام علی شاہؒ نقشبندی کے خلفا میں
سے تھے۔

آپ اکثر و بیشتر لاہور میں تشریف لایا کرتے۔ اور اپنے حلقہ مریدین
میں وعظ و نصیحت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہزارہا مریدین
یہاں تھے۔ جو آپ کے فیوض باطنی سے مالا مال ہو رہے تھے۔ آپ کی
مجلس میں غریب و امیر کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ مگر شریعت محمدیہ کی مکمل
پابندی عائد تھی۔

آپ کے مرشد لاہور سرگودھا روڈ پر لاہور سے تقریباً چالیس
میل کے فاصلے پر لب سڑک چوہڑ کانہ ایک قصبہ ہے۔ اس قصبہ سے
تھوڑی دور مشرق کی طرف سیم نالہ کے قریب کوٹلہ پنجو بیگ نام ایک

چھوٹی سی بستی ہے۔ جس میں بابا صاحب خواجہ امیر الدین مدفون ہیں آپ
حضرت میاں شیر محمدؒ شرقپوری کے مرشد تھے۔ آپ کے مزار کے پاس
ایک مسجد ہے۔ جو حضرت میاں صاحب نے بنوائی تھی۔ حضرت بابا صاحب
پہلے محکمہ پولیس میں تھانیدار تھے۔ بعد ازاں مستعفی ہو کر سلسلہ نقشبندیہ
میں حضرت سید امام علی شاہ رتڑ چھتڑ (ضلع گورداسپور بھارت) کے
مرید ہو گئے تھے۔ بابا صاحب نے ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا تھا۔
حضرت بابا صاحب کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے
کہ حضرت میاں صاحب نے ان کو اپنا مرشد منتخب کیا۔

اخلاق و عادات ۔ آپ سنت نبوی پر اتنی سختی سے عمل
کرتے اور کراتے تھے۔ کہ باید و شاید۔ اپنی مجلس وعظ میں کسی داڑھی منڈانے
والے کو کچھ سنانے کے لئے کھڑا نہ کرتے دیتے تھے۔ نماز کے وقت پہلی
صف میں ہمیشہ داڑھی منڈوانے والے کو کھڑا نہ ہونے دیتے تھے۔
خواہ وہ کتنا ہی بااثر اور امیر کیوں نہ ہو۔ ساری زندگی رسولِ اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گزاری۔ جب آپ بیٹھتے تو دو زانو اور
احباب کو بھی دو زانو بیٹھنے کی تلقین فرماتے۔ کھانا کھاتے وقت احباب
کو دایاں گھٹنا کھڑا کر کے سنتِ نبوی کے مطابق بٹھاتے غرضیکہ ہر کام
سنتِ رسول کو ملحوظ رکھ کر کرتے۔ انگریزی بود و باش اور مغربی تہذیب

سے سخت متنفر تھے۔ مروجہ تصوف کے بھی سخت خلاف تھے۔ فرماتے تھے
کہ اللہ تعالیٰ اپنا بندہ بنائے۔ مگر سجادہ نشین نہ بنائے۔ آپ چلہ کشی کے
بھی مخالف تھے۔ فرماتے تھے۔ کہ یہ سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔ اور ہمیں
آنحضرت کی سُنت کی پیروی کرنی چاہیئے۔ حسب و نسب پر فخر کو آپ
سخت ناپسند فرماتے تھے۔ کسی شخص نے آپ سے شجرہ نسب دریافت
کیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ میرے لئے ایک ہی شجرہ لا الہ الا اللہ محمد
الرسول اللہ کافی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے شجرہ
کی ضرورت نہیں ہے۔

مزار شرقپور شریف میں ہے تاریخ وفات اگست ۱۹۲۸ء ۱۳۴۷ھ
ہے۔ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی

عرس اور میلے ۔ ہمارا پنجاب
۱۶۱ ۴۴

پیر سید جماعت علی شاہؒ لاثانی (ثانی صاحب)

آپ کا اسم گرامی جماعت علی شاہ اور لقب لاثانی تھا۔ آپ حسینی
سادات سے ہیں۔ سلسلۂ نسب آپ کا حضرت امام حسینؓ پر منتہی ہوتا
ہے۔ بسنہ ۱۸۶۰ء میں علی پور سیداں میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں
سے ہی حاصل کی۔ اور جلدی ہی تفسیر فقہ حدیث کی کتابیں پڑھ لیں۔

شجرۂ طریقت۔ آنجناب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت
تھے۔ اور شجرۂ طریقت حضرت مجدد الف ثانیؒ سے اس طرح ملتا ہے۔
سید جماعت علی شاہ لاثانی مُرید باوا جی فقیر محمد (چورہ شریف والے)
مرید خواجہ نور محمد مُرید خواجہ فیض اللہ مرید خواجہ محمد عیسیٰ مرید شاہ جمال اللہ
مرید محمد اشرف مرید خواجہ محمد زبیر مرید خواجہ حجت اللہ مُرید خواجہ محمد معصومؒ
مرید امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانیؒ۔

شریعت کے آپ بہت سختی سے پابند تھے۔ لاہور میں آپ کے
مریدین کا بھی بہت حلقہ وسیع تھا۔ اور اب بھی ہزارہا مریدین عرس
کے موقع پر علی پور سیداں ہر سال جاتے ہیں۔ عرس کے موقع پر نعت خوانی
ختم قرآن مجید اور وعظ وغیرہ ہوتے ہیں۔ مگر قوالی نہیں ہوتی۔

مرقد۔ آپ ۱۹۳۹ء میں علی پور سیداں میں فوت ہوئے اور
وہاں ہی آپ کا مقبرہ بنا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے
اور مریدوں کی تعداد تو ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ ان کے حالات
زندگی کے لئے تنویر لاثانی اور انوار لاثانی دیکھی جائیں۔

عرس اور میلے

حافظ سید جماعت علی شاہ رح نقشبندی محدّث
علی پوری

آنجناب کا شجرۂ نسب چھتیس واسطوں سے حضرت امام حسین رض
سے جا ملتا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی طرف سے آپ چونتیس
واسطوں سے حضرت سیدنا ابوبکر رض صدیق سے ملتے ہیں۔ آپ کے آباؤ
اجداد حضرت زبیر رض کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ سے شیراز آگئے
اور بعد ازاں ان کے ایک بزرگ عہد جہانگیر میں ہندوستان آئے جن کا
اسم گرامی سیّد محمد نواز قادری تھا۔ اور نارووال کے پاس آباد ہوئے۔
اور اس موضع کا نام علی پور سیداں رکھا گیا۔

سید محمد نواز کی اولاد میں سے سید کریم شاہ کے تین فرزند تھے۔ سید
نجات علی شاہ، سید جماعت علی اور سید صادق علی شاہ ان میں سے سید
جماعت علی شاہ کو عالمی شہرت حاصل ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسۂ نعمانیہ
لاہور سے حاصل کی۔

آپ ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم حفظ کلام پاک سے
شروع ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے مروجہ علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل
کی اور ہندوستان کے نامور علماء اور محدثین سے تعلیم و تربیت میں استفادہ

کیا۔ اور اسناد حاصل کیں۔ حدیث شریف کی سند آپ نے حضرت مولانا
فضل الرحمان گنج مراد آبادی سے حاصل کی۔ آپ کے والد ماجد سلسلہ
عالیہ قادریہ سے منسلک تھے۔ مگر آپ کا رجحان شروع سے ہی سلسلہ
نقشبندیہ کی طرف تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت باباجی فقیر محمد
چوراہی نقشبندی سے فیوض باطنی حاصل فرمائے۔ جو ان دنوں علی پور
سیداں کے نواحی گاؤں چک قریشیاں میں فروکش تھے۔ حضرت بابا
جی نے آپ کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھ کر دستارِ خلافت سے نوازا۔
اور سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت کی اجازت بخشی۔

بیسویں صدی کے آغاز میں انگریزی حکومت کی وجہ سے دشمنانِ
اسلام مذہب حقہ پر بڑے بڑے رکیک حملے کر رہے تھے۔ آپ دینِ
متین کی حفاظت میں سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ اور کما حقہٗ اس فرض
کی انجام دہی میں کوشاں رہے۔ آپ نے ہندوستان کا کونہ کونہ پھرا۔
تبلیغ اسلام کی۔ عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں کی ریشہ دوانیوں
کو ناکام بنایا۔ اور ہزارہا عیسائیوں اور ہندوؤں کو اسلام سے نوازا۔
مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کی پُر زور تردید کی اور لاہور کی شاہی
مسجد میں کھڑے ہو کر مرزا صاحب کی موت کی پیش گوئی کی جو حرف بحرف
صحیح ثابت ہوئی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو الکاویہ علی الغاویہ

حصہ دوم مصنفہ مولانا محمد عالم آسی امرتسری ۔

مذہب کے علاوہ آپ نے سیاست میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت ۱۹۲۰-۲۱ء میں بھی آپ نے مسلمانوں کو ان کے نقصانات سے آگاہ فرمایا۔ ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند کی تحریک شدھی کے خلاف آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اور شہر آگرہ میں تبلیغی جماعت کا مرکز قائم کیا۔ ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک میں آپ نے بادشاہی مسجد لاہور میں ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔ جس میں آپ کو "امیر ملت" کے خطاب سے نوازا گیا۔ اور آپ کی قیادت میں جلوس شاہی مسجد سے دہلی دروازہ کی طرف روانہ ہوا۔ تحریک پاکستان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی خدمات کا اعتراف قائد اعظم نے بھی کیا۔ لاہور میں آپ کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ہزارہا مریدین آج بھی موجود ہیں ۔

وفات حسرت آیات ۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے ہزاروں خلفا نے آپ کے مشن کو قائم و دائم رکھا۔ آپ کے نامور خلفا میں پروفیسر حامد حسین قادری ایم ۔ اے ۔ مولانا محمد حسین قصوری بی ۔ اے خلیفہ اول ۔ پروفیسر عابد حسین فریدی ایم ۔ اے ڈاکٹر میر ہدایت اللہ امرتسری پرنسپل میڈیکل سکول امرتسر ۔ خواجہ کرم الٰہی ایڈووکیٹ الحاج

بخشی مصطفےٰ علی خان بی ۔ اے مشہور و معروف ہیں ۔

۱۹۱۲ء میں آپ نے "انوار صوفیاء" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا تھا ۔ مدرسہ آپ کے مزار کے متصل ہے ۔ آپ نے ۶۲ مرتبہ حج بیت اللہ کیا ۔ آپ نے ۱۱۹ سال کی عمر میں ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء شب جمعہ وصال فرمایا ۔ مزار علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے

عرس اور میلے
۹۸

صوبہ داران لاہور جنکی مساعیٔ جمیلہ اور دولت
پروری سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اس
خطۂ پاک میں ترویج ہوئی۔

میراں صدر جہاں صدر الصدور

خاندانِ مغلیہ سے قبل اور بعد میں صدر الصدور کا عہدہ سلطنت کا ایک
اعلیٰ عہدہ تصور کیا جاتا تھا۔ مسجدوں کے اماموں، قطبیوں اور سجادہ نشینوں
کو جاگیریں اس کے دستخطوں سے ملتی تھیں۔ بلکہ اکبر نے تو اس عہدے کے
ساتھ وہ اختیارات تفویض کر دیئے۔ جو نہ اس سے قبل کسی کو حاصل تھے
اور نہ اس کے بعد کسی کو دیئے گئے۔ میراں صدر جہاں صدر الصدور عہدِ اکبری میں مفتی
اعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے۔ اور اکبر کے مرنے کے بعد اس کے فرزند جہانگیر
نے بھی ان کو اس عہدے پہ نامزد کیا۔ انہیں بادشاہ کو سجدہ کرنے سے
مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ عہدِ اکبری میں آپ سے کئی بدعنوانیاں بھی
ہوئیں۔ جن کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔

حضرت امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں انہیں بھی یاد فرمایا ہے۔
تحریر فرماتے ہیں۔

مشہور ہے "الناس علیٰ دین ملوکھم" عوام کی اصلاح کے
لئے بادشاہوں کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ موجودہ حکومت میں
ملّت اسلام سے پہلے جیسی نفرت نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا ائمہ اسلام

صدورِ عظام اور علماء کرام پر لازم ہے۔ کہ اپنی کاوش شریعت محمدیہ کی مداج دہی کے لئے مختص کریں۔ اور اسلام کے منہدم اور شکستہ ارکان کو دوبارہ قائم کریں۔ اور اس میں ہرگز کوتاہی اور تاخیر نہ کریں۔

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

"جناب! صدر جہان نے ذکر و مراقبہ سیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ ذکر تو بتلا دیا گیا۔ لیکن چونکہ اس گروہ کا خاص مراقبہ درس اور بیان کی قسم سے نہیں ہے۔ اور ان کا ارادہ بھی یہی ہے اس لئے یہی مناسب دیکھا گیا۔ کہ آپ کی خدمت میں اُس کی صحبت کرے۔ اب فقیر پر ضعف بہت غالب ہے۔ صحبت کی فرصت اور توجہ کی طاقت نہیں رہی"

بدایونی لکھتا ہے۔

حیرت انگیز یہ ہے کہ میراں صدر جہاں ۱۵۹۶ئہ میں بادشاہ کا مرید ہو گیا تھا۔ اور اس کے پانچ چھ سال بعد اکبر کی زندگی ہی میں وہ حضرت خواجہ باقی باللہ رح کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوتا ہے جس کو آپ حضرت خواجہ مجدد الف ثانی رح کے حوالے کر دیتے ہیں

مجدد اعظم ۲۶ — مجدد الف ثانی ۴۳ — رود کوثر ۱۹۵ — جواہر مجددیہ ۶۱

خانِ اعظم مرزا عزیز کوکہ

خانِ اعظم میرزا عزیز شمس الدین محمد اتگہ خاں کا فرزند تھا اکبر کا ہمعصر اور رضاعی بھائی تھا۔ اور بچپن میں اس کے ساتھ کھیلا تھا۔ اکبر اس کی ماں بی بی بیگم کی بہت زیادہ عزت کرتا تھا۔ اکبر کی مذہبی ایجادوں اور بدعتوں کا ہمیشہ مخالف رہا۔ بادشاہ نے ۳۹ئہ جلوس میں جب اُس کو زبردستی بلوایا۔ تو اس نے جواباً لکھا۔ کہ آپ نے عثمانؓ و علیؓ کی بجائے ابوالفضل اور فیضی کو مقرر کر رکھا ہے باقیوں کے لئے کیا انتظام ہے۔ اور اس کے بعد حج کے لئے چلا گیا۔ حجاز میں اس نے لاکھوں روپے مستحقین کو دیئے۔ مرزا محمد عرف معتمد خاں بخشی نے اقبال نامہ جہانگیری میں اس کے افعال کی مذمت کی ہے۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں پاکپٹن اس کی جاگیر میں تھا۔ مزید برآں جن دنوں اکبر تقریباً چودہ پندرہ برس لاہور میں قیام پذیر رہا۔ تو اس نے لاہور میں اپنی حویلیاں اور باغات بنوائے۔ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ خانِ اعظم کا باغ شیخ جوہر کے باغ اور مقبرہ کے نزدیک ہے۔ اب کسی چیز کا بھی پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے؟

اکبر کا فرزند شہزادہ مراد اس کا داماد تھا - بیرم خاں کو اسی نے شکست دے کر شوالک کی پہاڑیوں کی طرف بھگا دیا تھا - اس پر اکبر نے اس کو خان اعظم کا خطاب بمعہ خلعت دیا تھا -

خانِ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا بہت زیادہ عقیدتمند تھا - اس لئے اس کو بادشاہ کی غیر اسلامی حرکات سے سخت نفرت تھی اور بادشاہ کے ہاں آتے جاتے بھی نہ تھے - مگر تعجب خیز بات یہ ہے - کہ خان اعظم ۱۵۹۴ء میں مکہ معظمہ سے واپسی پر ۱۵۹۶ء میں بادشاہ کا مُرید ہو جاتا ہے -

عہد جہانگیر کی ناجائز حرکات کے بارے میں میرزا عزیز کوکہ کو مجدد الف ثانیؒ خط بدیں مضمون تحریر کرتے ہیں -

"پہلی حکومت میں اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ اسے دین محمدیہ کے ساتھ کد ہے - موجودہ سلطنت میں وہ ضد اور عناد تو نہیں ہے مگر کی عدم واقفیت کی بنا پر خطرہ ضرور ہے - کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر وہی عناد پیدا ہو جائے - اور مسلمان پھر مشکلات میں پڑ جائیں"

مکتوب نمبر ۶۵ آپ کی جانب ارسال فرمایا گیا تھا -

ملا عبد القادر بدایونی اس کے مذہبی رجحانات کی بہت تعریف کرتا ہے وہ لکھتا ہے - کہ خان اعظم کا اکبر کو طویل اور سخت عرضی

لکھنا - اور بعد ازاں حج کو چلے جانا واقعی ایک جرأت مندانہ اقدام ہے - جو بعینہٖ حضرت ابراہیم بن ادہم کے ترک سلطنت کے مشابہ ہے

اکبر کے آخری ایام میں خانِ اعظم وکیل مطلق اور امیر الامرا تھا - بادشاہ کی مہر اُس کی تحویل میں رہتی تھی - اور دربار کا سب سے با اقتدار امیر تھا بادشاہ کی غیر اسلامی حرکات کی اس نے بھی عملاً تائید نہیں کی - خان اعظم کی وفات عہدِ جہانگیر میں ہو گئی تھی -

مقبرہ - مقبرہ آپ کا دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ کے پاس ہے - ان کے بیٹے مرزا کوکلتاش خاں نے باپ کا مقبرہ بنوایا تھا - سنگِ مرمر اور سنگِ سُرخ کا بنا ہوا ہے اور آیات قرآنی سے مزیّن ہے -

نقوش لاہور نمبر ۲۲۷   مجدد اعظم ۷۵   حضرت مجدد الف ثانی ۳۶

رود کوثر ۱۹۷   جواہر المجددیہ ۴۱   منتخب التواریخ اردو ترجمہ ۵۴۹

نواب خان جہان

گورنر لاہور ۱۵۶۸ء سے ۱۵۷۵ء

خان جہان حسین قلی بیگ عہد اکبری کا ایک نامور امیر تھا -

پانچ ہزار منصب دار تھا۔ نیز بیرم خاں کا بھانجہ بھی تھا۔ جہانگیر کے
عہد میں سلطنت کا ایک اعلیٰ رکن رکین تھا۔ اکبر نے جب اس کو لاہور
سے پٹنہ جانے کے لئے حکم دیا تو اس نے ایک ہزار میل کا یہ سفر بائیس
دن میں طے کیا تھا۔

حضرت امام ربانیؒ کے متوسلین میں سے تھے۔ آپ نے ان کے نام ایک
طویل مکتوب تحریر فرمایا ہے جس میں آپ کو اسلامی عبادات اور معتقدات
کو ذہن نشین کرایا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ خدمت جو آپ سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر اس کو شریعت
کی بجاآوری کے ساتھ جمع کرلیں۔ تو گویا آپ انبیاء کا کام کریں گے
جس سے ملت اسلامیہ منور ہو جائے گی ہم فقیر اگر سالہا سال تک
اس عمل میں متواتر کوشش کریں تو بھی آپ جیسے بہادروں کی گرد تک
نہیں پہنچ سکتے۔

مقبرہ۔ ۱۵۷۵ء میں وفات پائی۔ جب کہ خان جہان بنگال کا
گورنر تھا۔

مجلہ اعظم	مجدد الف ثانی	رود کوثر	جواہر مجددیہ
۷۶	۴۳	۱۷۹	۱۴

مرزا عبدالرحیم خانخاناں

بیرم خاں وزیر اعظم اکبر کا یہ عظیم القدر فرزند ۱۵۵۷ء میں لاہور
میں جمال خاں میواتی کی دختر کے بطن سے پیدا ہوا۔ لاہور میں اس کے
باپ کا رفیع الشان محل تھا۔ عہد جہانگیری میں وہ دکن کی فرمان شاہی
کی بنا پر بنگال کی گورنری کے لئے لاہور پہنچا۔ اس وقت جہانگیر لاہور
میں تھا۔ لاہور پہنچنے کے بعد مرزا بیمار ہوا۔ دہلی میں پہنچا ہی تھا۔ کہ
وہاں وفات پا گیا۔ اور ہمایوں کے مقبرہ میں دفن ہوا۔

مرزا عبدالرحیم خاں خاناں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا بہت ارادتمند
تھا۔ اور بعد ازاں اس نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سے بھی
استمداد فرمائی تھی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ حضرت امام ربانی
نے مکتوبات میں اکثر ان کا ذکر فرمایا ہے۔ عالموں اور متقی لوگوں کی بے پناہ
خدمت کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ آپ سے بے حد ناراض تھا۔ اور
آپ کو دربار طلب کیا گیا۔ دیگر امرا کا خیال تھا۔ کہ دربار سے آپ کے
قتل کا حکم نافذ ہوگا۔ آپ نے حضرت امام ربانیؒ سے ذکر کیا اور دعا

کے لئے التماس کی۔ جب آپ دربار گئے۔ تو بادشاہ نے ناراضگی کی
بجائے خلعت اور انعام و اکرام عطا فرمایا۔

حضرت امام ربانی مکتوبات میں آپ کو ایک مخلص مُرید کی طرح یاد فرماتے
ہیں۔ کئی مکتوب آپ کی طرف لکھے گئے۔ جن سے آپ کی محبت اور شیفتگی
ظاہر ہوتی ہے۔

خان خاناں نے ایک دفعہ سُنا۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ حج کے لئے
تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ کی خدمت اقدس میں ایک لاکھ روپیہ
بھجوا دیا۔ لیکن آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیا۔ کہ اس طرح دوسروں سے
پیسے لے کر حج پر جانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ نواب خان خاناں صوبہ دار دکن تھا۔
ایک مدت اس عہدے پر گزری۔ تو معاندین نے بادشاہ سے چغلی کی کہ
نواب صاحب نے غنیم سے پوشیدہ صلح کر لی ہے۔ بادشاہ نے خان
خاناں کو معزول کر دیا۔ اور خطرہ اس امر کا ہوا۔ کہ قتل نہ کرا دے۔ خان
موصوف میر محمد نعمان خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں
برہان پور حاضر ہوئے۔ اور استمداد طلب کی۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ
کا دل آپ سے صاف ہو گیا۔ اور پھر صوبہ داری ملک دکن پر سرفراز ہوئے
اور خلعت خاصہ عطا ہوا۔

مقبرہ۔ آپ کا انتقال ۱۶۳۶ء میں بہتر برس کی عمر میں ہوا تھا۔
مقبرہ ہمایوں کے مقبرہ (دہلی) کے پاس ہے۔

لاہور عہد مغلیہ میں ۹ — رود کوثر ۱۹۵ — آثار الصنادید — مجدد اعظم ۷۴
حضرت مجدد الف ثانی ۸۰ — جواہر مجددیہ ۱۸۱ — حضرات القدس ۱۴۶

نواب قلیچ خاں اندجانی

گورنر لاہور ۱۶۰۲ء سے ۱۶۰۵ء (عہد اکبر)
" " ۱۶۰۷ء سے ۱۶۱۰ء (عہد جہانگیر)

نواب قلیچ خاں تُرکی اُمرا میں سے تھا۔ اور اندجان کا باشندہ
ہونے کی بنا پر شہنشاہ کا ہم وطن تھا۔ دریائے راوی کے کنارے
اس کا باغ بھی تھا۔ نواب مذکور شہزادہ دانیال کا خُسر تھا۔ داراشکوہ
نے سفینۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ میرزا کامران نے اپنے باغ کے لئے جو
نہر بنوائی ہے۔ ان کا باغ اس کے جنوب رویہ ہے۔ باغ کے اندر جو عمارت
ہے وہ خستہ ہو چکی ہے حضرت میاں میر کبھی کبھی یاد الٰہی کے لئے یہاں آتے
رہتے ہیں۔ عہد جہانگیر میں تین ہزاری منصب دار تھا۔

نواب قلیچ خاں متدین اور صاحب تقویٰ تھا۔ مذہب میں بہت سخت تھا پنجاب کا گورنر ہونے کے باوجود اس نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور روزانہ طالبان علوم کو درس دیا کرتا۔ اس نے اپنے ذاتی خرچ سے لاہور میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا۔ جہاں تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ وہ نہایت متقی پرہیزگار اور متبحر عالم تھا۔ یہ مدرسہ اکبری عہد میں لاہور کا ایک مثالی مدرسہ تھا۔ یہاں ہر روز تین گھنٹے فقہ حدیث اور تفسیر کا درس دیتا تھا۔ آپ کی گورنری لاہور کے زمانہ میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ تقریباً ایک سال لاہور میں قیام فرما رہے۔

آپ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے زبردست ارادتمند تھے۔ اور حضرت خواجہ صاحب سے بقول حضرت امام ربانیؒ آپ کے تعلقات بہت گہرے تھے۔ حضرت امام ربانیؒ کے پیر بھائی تھے۔ آنحضرت نے آپ کے نام ایک خط لاہور ارسال کیا۔ فرماتے ہیں۔

آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں آپ کے دم قدم سے بہت سے احکام شرعیہ نافذ ہو چکے ہیں۔ دین کو قوت حاصل ہوئی ہے لاہور شہر فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں میں قطب ارشاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شہر کی برکت تمام شہروں

پر اثر انداز ہوگی۔ اگر اس شہر میں دین کو عظمت حاصل ہوگی۔ تو دوسرے شہر بھی اس کی تقلید کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نیک ارادے میں آپ کی مدد فرمائیں۔

صاحب تذکرہ شعرائے پنجاب نے بحوالہ اثر الکرام آپ کی ایک رباعی نقل کی ہے۔

عاشق ہوس وصال در سر دارد
صوفی زندقی ز خرقہ در بر دارد
من بندہ آں کسم کہ فارغ ز ہمہ
دائم دل گرم و دیدۂ تر دارد

نقوش لاہور نمبر ۲۲۹ - لاہور عہد مغلیہ میں ۳۱ رود کوثر ۱۹۵ مجدد اعظم ۷۷
مجدد الف ثانی ۴۴ - تذکرہ شعرائے پنجاب ۶۰

نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری

گورنر لاہور ۱۶۱۰ء سے ۱۶۱۶ء

شیخ فرید کا اصل وطن بخارا ہے۔ اکبر کے عہد میں پانچ صد کا منصب تھا۔ مگر عہد جہانگیر میں بہت عروج حاصل کیا۔ والد کا نام احمد بخاری تھا۔

دہلی میں پیدا ہوئے۔ جہانگیر کی تخت نشینی انہی کی کوششوں سے ہوئی تھی۔
جہانگیر نے ۱۶۱۱ء میں شیخ فرید بخاری کو اعلیٰ خدمات کی بنا پر لاہور
کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اس نے لاہور میں اپنی عمارت۔ حویلی۔ باغ۔ حمام
وغیرہ بنوائیں اور اُن کے نزدیک ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی یہ عمارات
بھاٹی دروازہ کے باہر گورنمنٹ کالج لاہور کے بالمقابل ڈسٹرکٹ کورٹس
کے قرب و جوار میں تھیں۔ یہ تمام عمارات سکھ گردی کی نذر ہو گئی تھیں۔
نواب صاحب نے عمر کا اکثر و بیشتر حصہ لاہور میں گزارا۔ ۱۶۱۶ء میں
وفات پائی۔ آپ نے جہانگیر سے تخت نشینی کے وقت شریعتِ اسلامیہ
کی تکریم و تعظیم کا عہد لیا تھا۔

حضرت امام ربانیؒ نے مکتوبات میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے لاہور میں
ایک جامع مسجد بنوائی تھی۔ یہ مسجد آپ کی حویلی کے قریب تھی۔ مزید برآں
لاہور میں آپ نے ایک محلہ بھی آباد کیا تھا۔

آپ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے بہت مداح اور عقیدت مند
تھے۔ آپ ہندوستان کے اُن نامی گرامی افراد میں سے تھے۔ جنہوں
نے امارت میں بھی فقیری کی شان برقرار رکھی۔ اور مذہب اسلام کی
ترویج میں فقراء اور مشائخ کی ہر طرح سے امداد کی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ کی خدمت میں بہت سے

مکتوب تحریر فرمائے ہیں۔ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔
"ایک درویش لاہور سے آیا تھا اس نے بتایا ہے کہ شیخ جیو پرانی
منڈی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ اور میاں
رفیع الدین نے آپ کی التفات کے اظہار کے بعد کہا کہ نواب شیخ جیو
نے اپنی حویلی میں جامع مسجد بنوائی تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک
حق تعالیٰ آپ کو زیادہ توفیق عنایت فرمائے مخلصوں اور یاروں
کی اس قسم کی باتیں سُن کر بہت ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

شیخ فرید بخاری کے حضرت خواجہ باقی باللہ سے بہت گہرے
تعلقات تھے۔ نیز حضرت امام ربانی کے بھی آپ سے گہرے مراسم تھے
آپ نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ مرتضیٰ خان میرے خاندان کا دوست
اور مروّجِ سلسلہ ہے۔

اخلاقِ عالیہ

میرزا احمد عرف معتمد خاں بخشی مصنف اقبال نامہ جہانگیری لکھتا
ہے۔ شیخ فرید سادات موسوی سے ہیں۔ ظاہر و باطن نہایت پاک
تھا۔ زندگی و دولت کو ان سے عزت ملی۔ وہ اپنی عظمت اور توانگری کو
لائقِ عزت نہ سمجھتے تھے۔ مرد بہادر اور فیاض تھے۔ اور طبعاً نیک
مزاج۔ ان کا درِ فیض ہر وقت خلقِ خدا کے لئے کھلا رہتا تھا۔ جوان

ان کے پاس پہنچ جاتا۔ ناکام نہ پھرتا۔

آپ نہایت دیندار۔ متدین۔ عالم اور متبحر فاضل تھے۔ ہر روز ایک
ہزار آدمی آپ کی سرکار سے کھانا کھاتے۔ پانچ سو آدمیوں کا کھانا ان
کے گھروں میں بھیجا جاتا اور پانچ سو کے ساتھ خود شیخ بیٹھ کر کھاتے
لوگ نہایت شور مچاتے۔ مگر شیخ کی پیشانی پر شکن تک نہ آتا سخاوت
اور فیاضی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ کا سب سے بڑا کام سلسلہ
عالیہ نقشبندیہ کی سرپرستی تھا۔

مقبرہ۔ مقبرہ شیخ فرید بخاری بیگم پور کی مسجد دہلی کے پاس ہے
۱۶۶۳ء میں آپ کا انتقال ہوا تھا۔

نقوش لاہور نمبر / ۲۶۱ — آثار الصنادید / ۲۶۵ — رود کوثر / ۱۸۱ — حضرات القدس / ۱۷۵

اقبال نامہ جہانگیری ترجمہ اردو / ۱۹

نواب مکرم خاں مجددی نقشبندی

گورنر لاہور ۱۶۸۱ء سے ۱۶۸۵ء

۱۶۹۶ء

آپ امرائے عالمگیری سے تھے۔ نیز مقبولانِ ربانی اور عاشقانِ

یزدانی میں سے تھے۔ حضرت شیخ محمد معصوم مجددی کے خلفائے اجل میں سے
تھے۔ ان کی عقیدت آپ سے اس قدر بڑھی تھی۔ کہ وہ سب کچھ ترک
کر کے سرہند میں فروکش ہو گئے۔

نواب مکرم خاں قیوم ثانی حضرت محمد معصومؒ کے معتقدین میں سے تھے
لاہور کے گورنر بھی رہے۔ بعد ازاں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مرشد کی
خدمت میں سرہند چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ اس کے کچھ عرصہ بعد اورنگ
زیب عالمگیر نے مکرم خاں سے اس کی عمر پوچھی۔ تو وہ کہنے لگا۔ چار سال
اورنگ زیب مُسکرایا۔ تو مکرم خاں نے کہا۔ اس میں ہنسی کی کیا بات
ہے۔ جتنی مدت میں نے مرشد کی خدمت میں گزاری ہے۔ اصل میں
وہی میری عمر ہے۔

آپ کا دسترخوان نہایت کشادہ اور پُرتکلف ہوا کرتا تھا۔ جو آپ
کی دعوت میں شریک طعام ہوتا تھا۔ اُس کا سینہ منور ہو جاتا تھا۔
۱۷۳۵ء (۱۱۴۸ھ) میں جب آپ کا انتقال ہوا اور آپ کے جسم اقدس
کو لحد میں رکھا گیا۔ تو آپ نے چشم کھول کر فرمایا۔ کہ وہ کلاہ جو حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار کے سر کی ہے۔ اور مجھ کو میرے مرشد سے ملی ہے
میرے سر پر رکھو۔ کہ میرا فخر ہے۔ آخر خادم نے کلاہ لاکر آپ کے سر
پر رکھی۔ اور آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آپ کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔



دوستدار حق مکرم خاں ولی
شد چو از دنیا بہ جنت جائی گیر
سال وصل او بسر در شد عیان
از ولی حق مکرم دستگیر!

حدود کوثر	خزینۃ الاصفیا	تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان
۲۸۸	۶۶۵	۴۳۹

نواب عبد الصمد خاں دلیر جنگ

ناظم لاہور ۱۷۱۳ء سے ۱۷۳۷ء

آپ حضرت ناصر الدین خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی کی اولاد میں سے تھے۔ جو حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامیؒ کے مرشد تھے۔ آپ کا اسم گرامی خواجہ عبد الرحیم تھا۔ اور والد کا نام عبد الکریم احراری تھا۔ آپ کی والدہ ترکستان کے مشہور بزرگ قطب عالم سید مخدوم اعظم کی اولاد سے تھیں۔

عبد الرحیم آگرہ میں پیدا ہوئے۔ وہ دو سال کے تھے کہ اپنے والدین کے ہمراہ سمرقند چلے گئے اور وہیں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

پھر آپ سمرقند میں شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز ہوئے۔ وہاں آپ کا دل نہ لگا۔ اور آپ دہلی فرخ سیر کے دربار میں چلے آئے۔ آپ کی دانائی اور بہادری کا چرچا حسب عام ہوا۔ تو فرخ سیر نے ان کو ناظم لاہور مقرر کر دیا۔ شاہی ملازمت میں خواجہ عبد الرحیم عبد الصمد خاں کے نام نامی مشہور ہیں۔

گورنر لاہور۔ آپ نے بیگم پورہ کی کاشی کار مسجد بنوائی تھی۔ جو آج بھی زبانِ حال سے کہہ رہی ہے کہ میرا ثانی نہیں ہے۔ پنجاب میں جو غارتگری اور تباہی سکھوں نے مچائی تھی۔ اس کے استیصال کے لئے فرخ سیر نے نواب عبد الصمد کو ناظم لاہور مقرر کیا تھا۔ وہ ایک بہترین ناظم ثابت ہوئے اور انہوں نے اپنی دانائی۔ فراست۔ معاملہ فہمی اور بہادری سے جس طرح اس فتنے کا قلع قمع کیا۔ تاریخ کے صفحات اس سے بھرے پڑے ہیں۔ اور اسی وجہ سے دربار شاہی سے انہیں دلیر جنگ اور سیف الدولہ کے خطابات عطا ہوئے تھے۔ نواب صاحب نہ صرف جری دل سپہ سالار اور عسکری صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بلکہ وہ ایک عابد۔ زاہد متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ عالم دین ایسے کہ تفسیر و حدیث کے اسرار و رموز بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ گورنر لاہور ہونے کے باوجود نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتے تھے اور نماز تہجد کبھی قضا نہ ہوتی تھی۔ سلسلہ نقشبندیہ کی روایات کو انہوں نے مرتے دم تک جاری رکھا۔

آپ شاعر بھی ہے تبرک کے طور پر ایک شعر لکھا جاتا ہے۔

تا عیب کسی بر و نگویم
چون آئینہ از صفا گذشتیم

مقبرہ - آپ کی وفات حسرت آیات ۱۷۳۷ء میں ہوئی۔ اور اب یہ درویش منش انسان بیگم پورہ (لاہور) میں ایک معمولی سے چبوترہ پہ آرام فرما رہا ہے۔

تذکرۂ شعرائے پنجاب	اسرار صمدی	نقوش لاہور نمبر
۲۴۳	مقدمہ	۸۵

نواب زکریا خاں خاں بہادر

ناظم لاہور ۱۷۳۷ء سے ۱۷۴۵ء

نواب زکریا خاں نواب عبدالصمد خاں کے صاحبزادے تھے۔ باپ نے اس کی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کیا تھا اور انہیں علاوہ علوم مروجہ اسلامیہ کے فنونِ حرب سے بھی واقف کرایا گیا تھا۔ نواب صاحب کی شادی نواب محمد امین خاں وزیر دہلی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ جو ان کے سوتیلے چچا تھے۔ اور جن کی بیگم آپ کی حقیقی خالہ تھی۔ محل میں بیگم صاحبہ کو مہد بیگم کا خطاب حاصل تھا۔ قبر ان کی بالمقابل بیگم شاہی مسجد بیگم پورہ ایک

اونچے چبوترے پر واقع ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ (۱) نواب شاہنواز خاں (۲) نواب یحییٰ خاں آپکو حضرت خاوند محمود نقشبندی سے نسلی تعلق تھا۔ اس لئے وہ اپنی زندگی میں آپ کے مزار پر ختم خواجگان نقشبند کراتا۔ اور آٹھویں دن مستحقین اور خدام درگاہ کو کھانا اور نقدی تقسیم کیا کرتا تھا۔ مقبرہ کیساتھ ہی ایک عمارت تسبیح خانہ کے نام سے آباد کرائی جس میں گرامی قدر علماء و فضلا شامل ہوتے۔ وعظ ہوتا اور عوام کو حضرت خاوند محمود کے خیالات و اعتقادات سے روشناس کرایا جاتا۔ مصنف "لاہور گائیڈ" لکھتا ہے نواب زکریا خاں بہادر نے جو آپ کی اولاد میں سے تھے۔ اس روضہ کو خوب آباد کیا باغ لگایا موجودہ مسجد بنائی۔ اور مقبرہ کے اِرد گرد محلہ مغلپورہ کو شاندار عمارتوں سے معمور کیا۔

بطور گورنر لاہور - اپنے جری اور شجاع والد کی وفات کے بعد آپ ۱۷۳۷ء میں لاہور کے ناظم بنے۔ انصاف اور رعیت پروری آپ کی نس نس میں رچی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے زمانہ اقتدار میں حضرت ایشاں کے عالی شان مقبرہ کی تعمیر کروائی تھی۔ آپ کا نام لاہور کی تاریخ میں ایک تجربہ کار منتظم کی حیثیت سے مشہور ہے۔ گورنر لاہور بننے سے پیشتر آپ کشمیر کی گورنری کے فرائض بھی سرانجام دے چکے تھے سکھوں کی غارت گری کا استیصال انہوں نے نہایت بہادری اور معاملہ فہمی سے

کیا تھا - اور ملک میں امن وامان قائم کیا - اس وجہ سے ان کو دربار شاہی سے "نتیجۃ الامارت نواب اعزالدولہ خضر جنگ" کا خطاب ملا تھا - آپ انیس ۱۹ سال تک صوبہ لاہور کے ناظم رہے - آپ کے عہد میں لاہور کی رعایا نہایت امن وامان سے زندگی گزار رہی تھی - آپ کے عدل و انصاف کی داستانیں نوشیروان کے عدل و انصاف کو مات کرتی تھیں - ہندوؤں اور مسلمانوں میں کمال رواداری کا ثبوت آپ کی ہی ذات گرامی تھی -

سنہ ۱۸۴۵ء میں آپ نے لاہور ہی میں وفات پائی -

مقبرہ - آپ کی قبر اپنے والد کے پہلو میں بیگم پورہ لاہور میں ایک معمولی سے چبوترے پر واقع ہے -

لاہور نقوش نمبر ۶۵ - اسرار احمدی ۶۶

اولیائے عظام نقشبند جو لاہور کی خاک میں آسودہ ہیں اور اُن کی وفات کے بعد بھی لاکھوں لاہور والے اُن سے فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں -

شجرہ سلسلہ پیران حضرت شیخ محمد طاہر بندگی رح لاہوری

نمبر شمار	اسم گرامی	تاریخ وصال ہجری	تاریخ وصال عیسوی	مقام مزار اقدس
۱	سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلعم	سنہ ۱۱ھ	سنہ ۶۳۲ء	مدینہ منورہ
۲	" ابوبکر صدیق رض	سنہ ۱۳ھ	سنہ ۶۳۴ء	"
۳	" سلمان فارسی رض	سنہ ۳۳ھ	سنہ ۶۵۴ء	مدائن
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رض	سنہ ۱۰۲ھ	سنہ ۷۲۱ء	مدینہ منورہ
۵	" امام جعفر صادق رح	سنہ ۱۲۹ھ	سنہ ۷۴۶ء	"
۶	" بایزید بسطامی رح	سنہ ۲۳۴ھ	سنہ ۸۴۹ء	بسطام
۷	" خواجہ ابوالحسن خرقانی رح	سنہ ۴۲۵ھ	سنہ ۱۰۳۳ء	خرقان
۸	" شیخ ابوعلی فارمدی رح	سنہ ۴۷۷ھ	سنہ ۱۰۸۴ء	طوس
۹	" خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی رح	سنہ ۵۳۵ھ	سنہ ۱۰۴۰ء	مرو
۱۰	" خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح	سنہ ۵۷۵ھ	سنہ ۱۱۸۰ء	غجدوان مضافات [illegible]
۱۱	خواجہ محمد عارف ریوگری رح	سنہ ۶۱۶ھ	سنہ ۱۲۱۹ء	ریوگر "
۱۲	[illegible]	سنہ ۷۱۵ھ	سنہ ۱۳۱۵ء	[illegible]

نمبر شمار	اسم گرامی	تاریخ وصال ہجری	تاریخ وصال عیسوی	مقام مزار اقدس
۱۳	خواجہ عزیز علی رامتینی رح	سنہ ۷۲۱ھ	سنہ ۱۳۲۱ء	خوارزم (بخارا)
۱۴	خواجہ محمد بابا سماسی رح	سنہ ۷۵۵ھ	سنہ ۱۳۷۳ء	سماس نزد بخارا
۱۵	" سید امیر کلال رح	سنہ ۷۷۲ھ	سنہ ۱۳۷۰ء	سوخار
۱۶	" خواجہ بہاء الدین نقشبند رح	سنہ ۷۹۱ھ	سنہ ۱۳۸۶ء	بخارا
۱۷	" خواجہ علاء الدین عطار رح	سنہ ۸۰۲ھ	سنہ ۱۳۹۹ء	نوچونمائیاں
۱۸	" مولانا یعقوب چرخی رح	سنہ ۸۵۱ھ	سنہ ۱۴۴۷ء	چرخ (غزنی)
۱۹	" عبیداللہ احرار رح	سنہ ۸۹۵ھ	سنہ ۱۴۸۹ء	سمرقند
۲۰	" خواجہ محمد زاہد ولی رح	سنہ ۹۳۶ھ	سنہ ۱۵۳۰ء	درخش
۲۱	" مولانا درویش محمد رح	سنہ ۹۷۰ھ	سنہ ۱۵۷۱ء	اسفرار
۲۲	" خواجہ محمد امکنگی رح	سنہ ۱۰۰۸ھ	سنہ ۱۵۹۹ء	امکنگ
۲۳	" خواجہ محمد باقی باللہ رح	سنہ ۱۰۱۲ھ	سنہ ۱۶۰۳ء	دہلی
۲۴	" امام ربانی مجدد الف ثانی رح	سنہ ۱۰۳۴ھ	سنہ ۱۶۲۴ء	سرہند
۲۵	" شیخ محمد طاہر بندگی رح	سنہ ۱۰۴۰ھ	سنہ ۱۶۳۰ء	لاہور

حضرت شیخ طاہر بندگی نقشبندی لاہوریؒ

ابتدائی حالات۔ سید محمد لطیف مصنف ہسٹری آف لاہور لکھتے ہیں۔ کہ آپ لاہور کے باشندہ تھے اور اندرون شہر محلہ شیخ اسحاق میں رہائش پذیر تھے۔ آنجناب کے ابتدائی حالات حاصل کرنے کے لئے میں نے تمام ممکن کتب دیکھیں مگر کہیں سے نہ مل سکے۔ آپ سنہ ۱۵۶۰ء میں بعہد اکبر پیدا ہوئے۔

سلوک و معرفت کی تعلیم۔ آنجناب نے پہلے سکندر بن شاہ کمال کیتھلی سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ پھر آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحدؒ سرہندی کی خدمت میں رہے۔ اُن کی وفات کے بعد آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرید ہو گئے۔ اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اور آپ کی رہنمائی میں سلوک و معرفت کی اعلیٰ ترین منازل طے کیں۔ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ آپ کو طاہر بندگیؒ کے نام سے بلایا کرتے تھے۔ اس لئے اس نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعیدؒ نقل فرماتے ہیں کہ ایک رات قبل نماز عشا شیخ محمد طاہرؒ مجلس امام ربانیؒ میں حاضر تھے۔

کہ آپ نے سید صاحب سے فرمایا۔ کہ تم کو تمہارے ملک کا قطب کیا گیا۔ اور واقعی آپ اپنے ممالک کے قطب تھے۔

کتاب تذکرہ مجددیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ کو اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ محمد معصومؒ کی تعلیم پر مقرر فرمایا۔ ایک روز حضرت امام ربانیؒ نے فرمایا کہ ہمارے مریدوں میں سے ایک شخص عنقریب کافر ہو جائے گا۔ تمام مرید دم بخود رہ گئے۔ چند دنوں کے بعد حضرت شیخ محمد طاہرؒ سرہند کی ایک کھترانی پر عاشق ہو گئے۔ اور عشق کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ عشق کی خاطر زنار پہنا۔ قشقہ کھینچا اور بت خانہ میں جا بیٹھے جب یہ خبر حضرت مجددؒ صاحب کے صاحبزادگان کو پہنچی جو ان کے شاگرد تھے۔ تو انہوں نے بہت غم کھایا۔ ان کی استمداد پر حضرت امام ربانیؒ نے ان کے حق میں دعائے خیر کی۔ دعا مستجاب ہوئی۔ اور آپ حضرت امام ربانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے۔ اور پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ کو لاہور کی قطبیت پر ممتاز فرمایا۔

حضرات القدس دفتر دوم میں ایک اور واقعہ آپ کی ایسی طبیعت کے بارہ میں مندرج ہے لکھا ہے۔ کہ شروع زمانۂ طلب میں شیخ نور محمدؒ پٹنی اور مولانا طاہرؒ لاہوری کو کتاب عوارف کے سننے کا اتفاق ہوا۔

دونوں کو خیال آیا۔ کہ اثنائے سبق میں حضرت حقائق و معارف کا کچھ افادہ نہیں فرماتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہم کو کیا فائدہ ہے حضرت مجددؒ ان دونوں کے خیالات سے واقف ہوگئے اور فرمایا۔ کہ ان دونوں کو ہماری مجلس مقدس سے نکال دیں۔ اور قلعہ فیروز آباد سے باہر کردیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دونوں صاحب تمام دن جنگل میں رہے اور رات بھر دروازہ قلعہ پر پڑے رہے

لاہور میں تشریف آوری۔ جب آپ نے علوم ظاہری و باطنی میں تکمیل کرلی۔ تو آپ کو حضرت امام ربانیؒ نے لاہور کی خلافت پر فائز فرمایا۔ کہ وہاں جاکر ارشاد و تلقین کریں۔ چنانچہ آپ اپنے مرشد کے ارشاد کے مطابق لاہور تشریف لے آئے۔ اور میانی میں آکر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور امراء نے اغنیاء کو اپنے دروازے پر آنے سے روک دیا۔ اور قناعت کی زندگی بسر کرنے لگے۔ قیام لاہور کے دوران آپ اپنی معیشت تفسیر۔ حدیث اور فقہ کی کتابیں لکھ کر یا اُن کی تصحیح کرکے یا ان کتابوں پر حاشیہ لکھ کر پوری کرتے۔ ہزارہا تشنگانِ علم و معرفت نے آپ کے دربار عالی مقام سے سیرابی حاصل کی اور ہزارہا لوگ آپ کے ارشاد عالیہ کی برکات سے مراتب عالی پر پہنچے۔ آپ اپنے عہد کے قطبِ وقت تھے۔ کوئی سائل آپ کے در پر آیا خالی نہ گیا۔ حضرت سیّد آدم بنوریؒ نے جب آپ کی زندگی کا شہرہ سُنا۔ تو پاپیادہ بنور سے لاہور تشریف لائے۔ اور فیض یاب

ہوئے۔ رائے بہادر کنہیا لال تاریخ لاہور اس طرح رقمطراز ہیں۔ کہ شاہ جہانگیر بادشاہ کے وقت شیخ محمد طاہرؒ قادری نقشبندی نے شہر سرہند سے آکر اس مقام (محلہ میانی) پر سکونت اختیار کی۔ چونکہ محمد طاہرؒ عالم و فاضل و فقیر کامل تھا۔ چند سال میں ہزاروں لوگ اُسکے مرید و شاگرد ہوگئے۔ دن بدن رونق بڑھتی گئی اور ایک عالی شان بستی آباد ہوگئی۔ قیام لاہور میں لوگ، نذر نذرانہ لے کر آتے۔ تو آپ قبول نہ فرماتے۔ جب پہلے پہل آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ تو محلہ شیخ اسحاق (اب اس محلہ کی جگہ حویلی جمعدار خوشحال سنگھ اور موتی بازار اور چونی منڈی آباد ہے) میں قیام فرمایا۔ بعد میں جب آپ نے میانی میں مدرسہ قائم کیا۔ تو وہاں چلے گئے آپ ہر سال درویشوں سمیت لاہور سے پاپیادہ حضرت امام ربانیؒ کی خدمت میں سرہند شریف لے جاتے تھے۔

مدرسہ و لائبریری۔ جب یہ جگہ آباد ہوگئی تو آپ نے مدرسہ قائم کیا جس میں علومِ فقہ و حدیث و تفسیر طلباء کو مفت پڑھاتے۔ مدرسہ میں آپ نے ایک کتب خانہ بھی قائم فرمایا تھا۔ جس میں قرآن و حدیث کی ہزارہا کتب تھیں۔ عہد اسلامی کے آخیر تک یہ کتب خانہ باقی رہا۔ مگر جب سکھوں کی حکومت لاہور پر قائم ہوئی۔ تو غارتگروں نے جس روز

کہ یہ ناکارہ جنس ہے تو باہر گاؤں کے پھینک کر چلے گئے۔ اور جاتی دفعہ مارے غصہ کے محلہ کو آگ لگادی جس سے وہ جل کر خاکستر ہو گیا۔ بعد ویرانی اس محلہ کے لوگوں نے اس جگہ کو قبرستان بنا لیا۔ اس مدرسہ کی عمارت ۱۸۹۴ء تک کسی قدر موجود تھی۔

عمر کا بیشتر حصہ آپ نے تجرّد کی حالت میں ہی گزار دیا۔ مگر آخر عمر میں ادائے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے نکاح کر لیا تھا۔ ملا بدرالدین سرہندی لکھتے ہیں۔ کہ آپ لاہور سے سال میں ایک مرتبہ یا دو سال میں ایک مرتبہ اور کبھی ایک سال میں کئی مرتبہ سرہند میں آنجناب رح کی خدمت اقدس میں حاضری دیا کرتے تھے۔ اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوا کرتے تھے اور پھر باجازت واپس لاہور تشریف لاتے۔

خلافت لاہور

حضرت ملا بدرالدین سرہندی خلیفہ حضرت اپنی کتاب حضرات القدس دفتر دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔ جب حضرت امام ربانی رح نے دیکھا۔ کہ آپ نے سلوک کی تمام منازل طے کر لی ہیں۔ اور آپ مرتبۂ کمال و تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ تو آنجناب نے آپ کو اجازت تعلیم طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور خرقۂ ارادت طریقۂ صوفیہ قادریہ اور فرقہ متبرک سلسلہ چشتیہ مرحمت فرمائی اور خلافت نامہ آپ کے لئے تحریر کیا۔ اور افادۂ طالبان

حق کے لئے سکونتِ لاہور کی آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔
نقل خلافت نامہ یہ ہے۔

خلافت نامہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بعد الحمد والمنۃ لولیہ	بعد ادائے ثنا و شکر باری تعالیٰ
والصّلوٰت والتحیات نبیہ	اور درود و سلام حضرت نبی کریم اور
وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الکرام	آپ کی اولاد و اصحاب کے
الدّاعین للخلق اِلیٰ دار السّلام	جو خدا کے بندوں کو دار السلام
یقول العبد الفقیر اِلیٰ	کی طرف بلانے والے تھے۔ حقیر
رحمۃ اللہ الولی الغنی	محتاج رحمت الٰہی احمد بن عبد الاحد
احمد بن عبد الاحد	فاروقی نقشبندی اللہ تعالیٰ
الفاروقی النقشبندی	دونوں کے گناہوں کو بخشدے
غفر اللہ سبحانہ ذنوبھما	اور ان کے عیوب کو چھپائے)
وستر عیوبھما ان الاخ العالم	عرض کرتا ہے کہ برادر عالم عامل فاضل
العامل الفاضل الکامل	کامل شیخ محمد طاہر رح لاہوری
الشیخ محمد الطاہر لما	کو اللہ تعالےٰ نے سلوک

وفقه الله سبحانه وتعالى
لسلوك طريقة اولياء و
دخل فى الطريقة العلية
النقشبندية يجمع
الهمة وتمام النهم حصل
الحضور والشهود والعزيمة
والجمعية تيسر له له
البداية التى المدرجات
فيها النهاية فاذا
مضت برهة من
الزمان وهو على هذه
الاحوال ظهر لى انه
يبتلى بابتلاء عظيم
حتى يخرج من الصراط
المستقيم الى سبل
متفرقة ويميل من
مذهب اهل الحق الى

طریقہ اولیاء کی توفیق مرحمت
فرمائی طریقہ علیہ نقشبندیہ
میں ہمت وسعی کامل کے ساتھ
داخل ہوئے اور حضور وشہود
وعزیمۃ اور جمعیت کو حاصل کیا
اور آپ کو اندراج نہایت در
ہدایت آسان ہو گیا اور ایک
زمانہ تک ان احوال پر قائم رہے
اس کے بعد مجھ پر ظاہر ہوا کہ
ان پر ابتلاء عظیم وارد ہوگا -
اور وہ صراط مستقیم سے غلط
راستوں پر بھٹک جائیں
گے - اور مذہب حق سے مذہب
باطل کی طرف راغب
ہو جائیں گے - پس میں اس
انکشاف سے رنجیدہ ہوا
اور نہایت خشوع وخضوع

مذهب باطل ففهمني
ذالك والجاءني الى التضرع
والخشوع الى الله سبحانه
ليذهب عنه هذا
الابتلاء ويرفع عنه
ذالك وقد ظهر بعد
مدت يسيرة منه
ماظهر لى اولا خرج من
الاستقامة الى الاعوجاج
ومال من الحق الى
الباطل بحيث انقطع
رجاءنا منه ان يعود
الى الحق ويرجع الى
استقامته فلما
دخل فى سبيل من
السبل المتفرقة
اظهر الله سبحانه

کے ساتھ دفع بلا کے لئے
بارگاہ رب العزت میں دعا
کی - پس گریہ وزاری کے بعد مجھ
پر ظاہر کیا گیا کہ اس بلا سے اللہ
تعالیٰ اس کو نکال لے گا - پس مدت
قلیل کے بعد ظاہر ہو گیا - ان پر
جو کچھ کہ مجھ پر ظاہر ہوا تھا - اور
استقامت سے باطل کی طرف
مائل ہو گئے اور پھر رجوع اے
الحق کرنے کی ان کی طرف امید
منقطع ہو گئی - اور وہ غلط
راستوں پر بھٹک گئے - اللہ
تعالیٰ نے بعد توجہات ومراقبات
کے مجھ پر ظاہر کیا - کہ سعی بلیغ
کے بعد ازاں غلطیوں سے
نکلنے کی توفیق اس کو دیجائے گی
مگر اس حالت پر برسوں گذر گئے

عَلیٰ توجہت بعون اللہ
سبحانہ وتوفیقہ الی
اخواجہ من ذالک
فی ان اسد ذالک
السبیل حتی لا یکون
لہ عود الی ذالک ثانیاً
و مضت الشہور بل
السنین علی ہذہ الحالۃ
ثم ظہر بتائید اللہ
سبحانہ ما ظہر ثانیاً
فعاد الی الحق ورجع
الی الصراط المستقیم ثم
قطع ما بقی لہ منازل
الجذبۃ ومقامات السلوک
وصار اہلاً لان یرخص
لتعلیم ہذہ الطریقۃ
وتربیۃ الطلبۃ فرخصتہ

اور اس کے بعد پھر ظاہر ہوئی قدرت
الٰہی اور صراط مستقیم کی طرف
شیخ صاحب نے رجوع کیا اور
اُس کے بعد جو کچھ منازل جذب
اور مقامات سلوک ان کے
باقی رہ گئے تھے اُس کی تکمیل
کی۔ اور اجازت تعلیم طریق
اور تربیت طالبانِ حق کے
لائق نظر آئے۔ پس توجہ اور
استخارہ کیا میں نے بارگاہ
عز وجل میں اور دعا کی ان کے
لئے استقامت کی۔ اور اتباع
سید المرسلین کی۔ اُن پر اور ان
کی آل پر درود وسلام ہو۔
اور اس کے بعد اجازت دی
ان کو۔

للشیخ المشار من طریقی السلسلۃ
القادریۃ والچشتیۃ حظاً
وافراً ونصیباً کاملاً رخصت
لہ ایضاً ان تعطی للمریدین
خرقۃ الارادۃ فی القادریۃ
وخرقۃ التبرک فی الطریقۃ
والچشتیۃ والمسئول من
اللہ سبحانہ العظیم التوفیق
الحمد للہ رب العلمین
اولاً واٰخراً والصلوٰۃ والسلام
علی سید المرسلین دائماً
وسرمداً وعلی آلہ العظام
واصحابہ الکرام ۞

چونکہ صاحب موصوف نے
طریقہ قادریہ اور چشتیہ میں
بھی نصیب وافر حاصل کیا ہے
اس لئے میں اُن کو اجازت دیتا
ہوں کہ اپنے مریدوں کو خرقہ
ارادت قادریہ میں اور خرقہ تبرک
چشتیہ میں عطا کریں۔ اللہ تعالیٰ
سے توفیق کی دعا کرتا ہوں اور
ہر حال میں اُس کے لئے سب حمد
ہیں اور درود اور سلام ہمیشہ
ہمیشہ سردار مرسلین اور اُن کی
آل عظام اور اصحاب کرام پر نازل
ہو۔ فقط

پس آپ بلدہ لاہور میں افادۂ طلبہ میں مشغول ہوئے مگر آپ پہ
خلوت اور تنہائی کا غلبہ رہتا تھا اس لئے حجرۂ خلوت میں مقیم ہوئے۔
اور آمد و رفت خلق کو ترک کر دیا۔ خصوصاً امرا اور دولتمندوں کو کسی حال میں
آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اکثر اکابر علما آپ کی ملاقات کے لئے حاضر
ہوئے۔ مگر آپ نے اُن کو آنے کی اجازت نہ دی۔

مکتوب - آنجناب کو اپنے پیر و مرشد حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ
محبت تھی۔ تذکرہ آدمیہ میں آپ کا ایک خط حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام
ملتا ہے۔ جو لاہور آنے کے بعد آپ نے اپنے مرشد کی جدائی سے بے تاب
ہو کر لکھا تھا۔ یعنی ایام مفارقت صوری میں اپنے احوال اور مقامات
اور واردات بذریعہ عرائض ارسال فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سلامت!

احقر الخدمت محمد طاہر بعرض می رساند کہ چوں از آستانۂ علیہ
متوجہ لاہور شدم۔ در ہر قدمے می گفتم کہ اے نادان مقصود را در
سرہند گذاشتہ کجا می روی۔ اما ترغیب ندا شد کہ راہی شو
توقف مکن۔ آخر کشاں کشاں در لاہور آمدہ در گوشۂ مسجدے
حیران و پریشان نشستم۔ ناگاہ روح پُر فتوح حضرت خواجہ نقشبند
ظاہر شدہ باعث گشت کہ بکارے کہ مامور شدہ مشغول شو۔ امتثالاً
لامرہم دامرکم چند کس را مشغول ساختم۔ حالا مجلس گرم است و
ارواح مشائخ عظام فوج در فوج تشریف می آرند و التفات کثیرہ
می فرمایند خصوصاً حضرت غوث الاعظم و خواجہ بزرگ نقشبند و
حضرت گنج شکر بذکر دمانہ تشریف فرماے شوند۔ و جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہم با چند ہزار اصحاب نامدار تشریف آوردہ

رونق افروز محفل می شوند۔ و نوازشہا می فرمایند و در عشرۂ اعتکاف
بخلوت خاص و نسبت تازہ سرافراز گردانند و حضرت فاطمہ رضی
اللہ عنہا الطاف بسیار نمودہ بندہ را بہ تشریفات خاصہ نواخت
و قبل ازیں ہر ایک از نسبت ثلاثہ یعنی نسبت نقشبندیہ و قادریہ
و چشتیہ نوبت بہ نوبت رو می داد۔ وگاہے مختلط می شود وگاہے
غالب مغلوب ہم می گردد۔ و یک نوبت چشتیہ علیہ عظیم می کرد ہر
حالے کہ از نسبت ہائے دیگر نا امید گشتم۔ دریں ضمن نسبت نقشبندیہ
غلبہ کرد۔ و دیگر نسبت ہا را زیر نمودہ بالا بر نسبت یکے شدہ اند۔ دریں
ایام سیر در نسبت مشائخ عظام کم است و در نسبت نبویہ زیادہ تر است
و سوائے نسبت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر اوقات
بندہ در نسبت حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ الملک الاکرم یا شدہ بسیار
خوش می ماند۔ مطلوب فقیر ہم ہمیں است کہ ہمیں نسبت پیغمبری
ترقی و زیادتی پذیرد والسلام

فرماتے ہیں۔ فقیر محمد طاہر خدمت اقدس میں عرض پرداز
ہے کہ میں جب آستانۂ عالیہ سے لاہور کی جانب روانہ ہوا تو ہر قدم پر
اپنے دل سے کہتا تھا۔ کہ اے نادان مقصود کو پیچھے چھوڑ کر کہاں
جاتا ہے مگر کوئی شخص غیب سے ندا دیتا تھا۔ کہ چلے چلو فقیر کوشاں

کشاں لاہور لایا گیا۔ اور ایک ویرانہ میں آکر خاموشی سے بیٹھ گیا۔
یکایک میں نے دیکھا کہ روحانیت خواجہؒ نقشبندؒ ظاہر ہوئی اور تاکید کی۔ کہ
تعمیل حکم آنجناب کرنی چاہیئے۔ میں حضرت خواجہ کے حکم کے مطابق
اور حکم آنجناب کے ارشاد و ہدایت خلق اللہ کے کام میں مشغول ہو گیا
کچھ اشخاص جمع ہو جاتے ہیں۔ مجلس اب بھی گرم ہے مشائخ عظام کی
ارواح متوجہ ہوتی رہتی ہیں اور میرے حال پر ان کی خاص عنائیت ہے
بالخصوص حضرت غوث الاعظمؒ۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ اور حضرت گنج شکر
کی ارواح حلقہ ذکر میں اور نماز کے اوقات میں نزول اجلال کرتی ہیں۔
جناب رسالت مآب علیہ السلام چند ہزار صحابہ کی معیت میں رونق
افروز ہوتے ہیں اور آپ کی تشریف آوری سے محفل کی شان دو بالا ہو
جاتی ہے۔ ان کی عنایات و نوازشات میرے شامل حال رہتی ہیں عشرہ
اعتکاف میں خاص خلوت اور تازہ نسبت سے مجھے نوازا جاتا ہے
حضرت فاطمہ الزہراؓ نے بھی مجھے الطاف بے پایاں سے نوازا ہے پہلے پہل
نقشبندیہ۔ قادریہ اور چشتیہ نسبتیں باری باری بروئے کار آئی تھیں۔
لیکن یہ نسبتیں آپس میں مل جاتی اور کسی غالب و مغلوب ہوتیں۔ ایک دفعہ
چشتی نسبت نے اتنا غلبہ کیا۔ کہ میں دوسری تمام نسبتوں سے مایوس ہو گیا
اسی اثنا میں نسبت نقشبندیہ نے غلبہ کیا۔ اور دوسری تمام نسبتیں مغلوب

ہوگئیں۔ اب یہ عالم ہے کہ یہ تینوں نسبتیں متحد ہوگئی ہیں۔ ان ایام
میں مشائخ عظام سے جو نسبتیں ہیں ان کی جانب میری توجہ کم ہے
اصحاب نبویہ کی طرف میلان خاطر بڑھ رہا ہے۔ خلفائے راشدین
کی نسبتوں کے علاوہ آنحضرت صلعم کی نسبت بھی غالب رہتی ہے۔
اور بندہ اس نسبت کے سبب بہت زیادہ مسرور اور مطمئن رہتا
ہے۔ فقیر کی خواہش بھی یہی ہے کہ یہی نسبت نبوت ترقی کرے اور اس
میں اضافہ ہو۔ والسلام۔

اخلاق عالیہ

اخلاق عالیہ۔ آپ کے آئینہ اخلاق میں قناعت و توکل
کا عکس نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ آپ جامع عبادات و ریاضات اور
علوم دینی و دنیاوی میں یکتائے زمانہ تھے۔ حضرت تمام عمر کسی دولت مند
کے پاس نہ گئے۔ اور نہ ہی ان کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا موقع دیا
ساری ساری رات خدام کی تلقین اور عبادت الہٰی میں گزارتے مصنف
حضرات القدس لکھتا ہے۔ کہ علما و صلحا اور عوام لاہور میں آپ کو مقبولیت
تامہ تھی اللہ تعالیٰ کی عنایت بے غایت آپ کے شامل حال ہوئی نیز
پسندیدہ مشائخین لاہور میں صاحب ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ
اور صاحب کشف و کرامات والہامات و جذبۂ قویہ تھے آپ کے اخلاق
نہایت پسندیدہ تھے۔ بے تکلفی اور مسکنت اور فنا و نیستی آپ کی

غالب رہتے تھے۔ آپ کی گفتگو ہمیشہ خوش مزاجی سے ہوتی تھی۔

خلفاء۔ آپ کے نامور خلفاء میں سے شیخ ابو محمد قادری نقشبندی لاہوری (میانی قبرستان) سید صوفی (دہلی) شیخ لکھن یا کھلن مست (مزار موری دروازہ کے باہر) میونسپل باغ کے اندر ہے یہ قبر نواب غلام محبوب سبحانی رئیس لاہور نے تیار کرائی تھی۔ شیخ ابوالقاسم نقشبندی (مزار جدہ) شیخ آدم بنوری (مزار مدینہ منورہ) بہت مشہور ہیں

وفات۔ آپ پنجشنبہ کے روز ۸ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ مطابق ۱۶۳۰ء بعمر ۵۶ سال لاہور میں فوت ہوئے اور یہاں ہی مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔

شیخ طاہر پاک باز و پاک دین — اوجِ عرفان پر تھے مثلِ آفتاب
جب گئے دنیا سے سالِ خاتمہ — ہوگیا روشن کہ روشن آفتاب

آپ کی تاریخ وفات غم سے بھی نکلتی ہے۔ مصنف حضرات القدس نے آپ کی تاریخ وفات "معرفت مرد" سے نکالی ہے۔

مقبرہ۔ مزار پرانوار لاہور میں میانی کے قبرستان میں زیارت خلائق ہے حدیقۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ میری وفات کے بعد جو شخص میرے احاطہ مزار میں مدفون ہوگا۔ میں خدا سے مانگا ہے کہ وہ جنتی ہو۔ آپ کا مقبرہ شیخ ابو محمد قادری

میانی نے تعمیر کرایا تھا۔ پھر شہزادہ غلام محمد ایوب شاہی نے چبوترہ بنوایا۔ بعد ازاں فقیر فضل دین ملازم راجہ دھیان سنگھ نے چار دیواری بنوا دی۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ آپ کے سجادہ نشینوں نے آپ کا مقبرہ نہایت بہترین بنا دیا ہے مسجد اور مقبرہ کے ساتھ ایک لمبا پر بہت نفیس پختہ کمرہ بنا دیا ہے مقبرہ کی مرمت کے ساتھ ساتھ قدیم مسجد کی بھی مرمت کردی گئی ہے مسجد میں بھی ایک مزار ہے۔

موجودہ وقت میں آپ کا مقبرہ قبرستان میانی میں آغا حشر کاشمیری کے مزار پر بہاول پور روڈ سے جو سڑک باغ گل بیگم کو جاتی ہے اس کے بائیں طرف واقع ہے آپ کے احاطہ چاردیواری کے پاس سر عبدالقادر کی قبر ہے برلب سڑک ایک فوارہ بھی بنا دیا گیا ہے ڈیوڑھی نہایت قدیم ہے اور مزار کو گزرتے وقت گرمیوں میں ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔
آپ کے مقبرہ میں گنبد کے نیچے دو اور قبریں ہیں جو آپ کی بیگمات کی ہیں پہلی بیوی کا نام ماہ خانم دختر مرزا امان اللہ اور دوسری کا عصمت النساء دختر سید عبداللہ ہے۔

کتب۔ تذکرہ صوفیائے پنجاب ۵۵۵ حدیقۃ الاولیا ۱۶ تاریخ لاہور ۲۹۴
حضرات القدس نقوش لاہور نمبر۔ جواہر مجددیہ ہسٹری آف لاہور

شیخ ابو محمدؒ نقشبندی قادری لاہوری

آپ حضرت حافظ جان محمد کے فرزند تھے جو کہ میانی کے رئیس تھے۔
ان دنوں میں میانی ایک پُر رونق اور آباد علاقہ تھا۔

آپ حضرت شیخ طاہر بندگیؒ کے خلفائے نامدار میں سے ہیں حضرت
طاہر بندگیؒ کا مزار سب سے پہلے آپ نے ہی تعمیر کروایا۔ اپنے پیر و مرشد
کی وفات ۱۶۳۰ئہ کے بعد آپ اس عظیم الشان مدرسہ کے مہتمم مقرر
ہوئے۔ نزدیک ہی حضرت سید خیر شاہ کی قبر بھی ہے جو ان کے بعد اس
مدرسہ کے مہتمم تھے۔

پُرانی کتابوں میں مذکور ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں قلعہ سے
تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں آباد تھا۔ جس میں زیادہ تر آبادی
بڑے بڑے علماء فضلاء پر مشتمل تھی۔ چونکہ اُس زمانہ میں علما کے لئے
پنجابی میں میاں لفظ استعمال کرتے تھے۔ اس لئے علماء کی یہ بستی عوام
الناس میں میانی (علماء کے رہنے کی جگہ) کے نام سے مشہور ہو گئی۔
کہا جاتا ہے کہ اس بستی کے رہنے والے عالم کسی نہ کسی طرح شاہی
دربار سے منسلک رہتے تھے۔ اس لئے سرکاری طور پر اس گاؤں

کا نام شاہ پور تھا۔ لیکن عوام میں کبھی بھی یہ نام مقبول نہ ہو سکا جہانگیر
کے زمانہ میں اس گاؤں کے رئیس کا نام حافظ جان محمد تھا۔ جو اس کی
آمدنی وصول کرتے تھے اور پھر علما اور فضلا میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

عہد شاہ جہانی میں حافظ جان محمد کے فرزند ارجمند حضرت ابو محمد
قادری جو مشائخ لاہور میں ایک بلند مقام رکھتے تھے۔ اور حضرت
طاہر بندگیؒ نقشبندی کے خلفا میں سے تھے۔ یہاں کے رئیس مقرر
ہوئے۔ علوم باطنی میں آپ کی ذات اقدس یگانہ آفاق تھی کسی وجہ
سے علماء کا آپ سے اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے بہت سے عالم
اس بستی کو چھوڑ گئے یہاں تک کہ آپ کا خاندان ہی رہ گیا۔ اس
طرح آمدنی بھی بہت کم ہو گئی۔ کچھ مدت کے بعد نکھڈ کے ایک بزرگ
عالم میر علی شاہی حکم کے مطابق اس گاؤں میں آکر سکونت پذیر
ہوئے۔ ان کا اور حضرت ابو محمدؒ قادری کا اتفاق رائے ہو گیا۔
اور میر علی نے اپنے پانچ بزرگوں کے صندوق نکھڈ سے منگوا کر یہاں
دفن کئے اور ان کی قبریں بنوائیں ان لوگوں کی وجہ سے یہ گاؤں
میانی پنج ڈھیرا کے نام سے مشہور ہو گیا۔ پنجابی میں ڈھیری کو قبر
کہتے ہیں۔

مقبرہ۔ آپ کا مقبرہ حضرت طاہر بندگیؒ کی چار دیواری

کے گوشہ جنوبی میں ایک پختہ چبوترے پر واقع ہے۔

تحقیقات چشتی ۱۶۶ — نقوش ۶۹۹

مولانا عبد الواحد نقشبندی لاہوری

بیعت - کثیر المراقبہ کثیر العبادت اور کثیر العلم تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے حکم سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پاس سرہند پہنچے اور علم کی تکمیل کی - آپ عبادت نہایت خشوع وخضوع اور ذوق وشوق سے کرتے تھے بلکہ مستغرق فی العبادت تھے

لاہور میں آمد - حضرت مجدد الف ثانیؒ سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے - اور لوگوں کو رشد و ہدایت سے نوازا -

نماز میں ایک مرتبہ ایسا ذوق ہوا - کہ مولانا محمد ہاشم کشمی سے سے جو جامع کتاب زبدۃ المقامات ہیں - فرمایا بہشت میں نماز ہوگی یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ بہشت دار الجزا ہے نہ کہ دار العمل اس لئے وہاں نماز کہاں آپ نے ایک سرد آہ کھینچی اور کہا - بغیر نماز د

بندگی کے وہاں کیا مزہ آئے گا۔

کاروبار - کسب حال کے لئے تجارت کا کاروبار کرتے تھے ایک دفعہ بخارا مال تجارت لے کر گئے - نماز عشاء کے بعد ایک مسجد میں نوافل پڑھ رہے تھے کہ خادم مسجد نے کہا مسجد کا دروازہ بند ہونے والا ہے نفل گھر جا کر پڑھو - آپ چلے آئے - حضرت خواجہ باقی باللہ رات کو خادم کے خواب میں آئے - فرمایا - وہ درویش کہ سوداگر بند ہے - ہمارے دوستوں سے ہے - اس سے جا کر معذرت کر چنانچہ اس نے آپ سے معافی مانگی -

مکتوبات امام ربانی میں آپ کا ذکر ہے مکتوب نمبر ۷ اور ۲۷ آپ ہی کے نام ہیں - جس سے آپ کی عظمت اور تقدس کا اندازہ ہو سکتا ہے -

وفات ومزار - سال وصال اور مقام مزار کا پتہ نہیں چل سکا -

لے مجدد اعظم میں حضرت بہاء الدین نقشبندؒ کا خواب میں آنا مذکور ہے

تذکرہ علمائے لاہور — مجدد اعظم

مولانا امان اللہ نقشبندی رح لاہوری

حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے مرید خاص تھے۔ علم فقہ میں بہت بلند پایہ تھا۔ حضرت خواجہ صاحب کے اعاظم خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے سنہ ۱۰۱۰ھ میں پیادہ پا سفر حج کو روانہ ہوئے حضرت خواجہ صاحب کے کئی مرید آپ کے راستہ میں ملے جو آپ کی خدمت کرنا چاہتے تھے۔ مگر آپ نے کسی کی طرف التفات نہ فرمایا اور نہ ہی امداد طلب کی۔ بعد حج کے آپ نے مصر و شام کی سیر کی۔

مجدد اعظم رح میں لکھا ہے کہ سر اور پاؤں سے ننگے اور جسم پر ٹاٹ لپیٹ کر حج بیت اللہ کو گئے واپسی پر شام میں انتقال فرمایا۔ کتاب "مجدد الف ثانی" میں آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رح کا خلیفہ کیا گیا۔

تذکرہ علمائے لاہور ۴۷ — مجدد اعظم رح ۲۴۵

شیخ العالم حاجی محمد رح نقشبندی لاہوری

عہد جہانگیری میں آپ جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کے مریدوں اور فیض یافتوں میں سے تھے مکتوب امام ربانی میں مکتوب نمبر ۲۹-۳۲-۳۴-۳۵-۳۶ آپ کے نام لکھے گئے ہیں

آپ کو آنجناب نے ایک جگہ مولانا شیخ العالم حاجی محمد لاہوری کے نام سے خطاب کیا ہے۔ جس سے آپ کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے

تذکرہ علمائے لاہور ۴۳

شیخ محمد مفتی رح نقشبندی لاہوری

بڑے عالم فاضل تھے۔ لیکن زیادہ تر اپنے فرزند شیخ عبد المجید کی وجہ سے مشہور ہیں۔ جو حضرت امام ربانی کے فیض یافتہ اور مرید تھے مکتوبات امام ربانی میں نمبر ۲۲ شیخ عبد المجید کے نام ہے۔ آپ اکبری دور کے بڑے مشہور معلم تھے۔ فن حدیث میں کمال حاصل تھا جب آپ بخاری شریف اور ترمذی شریف ختم کرتے تو بہت دعوت کا اہتمام کرتے جس میں بڑے پرتکلف کھانے تیار کرائے جاتے اس دعوت میں بغرا (کھانے کا نام) کا خاص اہتمام ہوتا۔ ہر شہر کے تمام عالم اور فاضل اس موقع پر جمع ہوتے اور کھانے سے محظوظ ہوتے بدایونی لکھتا ہے کہ ۱۵۹۵ء میں آپ کی عمر ۹۰ سال کی تھی درس و تدریس کا سلسلہ بند کردیا ہے۔ مگر آپ کے فاضل بیٹے آپ کے درس کو چلا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ آپ نے مفتی کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔

تذکرہ علمائے لاہور ۴۳ — نقوش لاہور نمبر ۴۷۰

شیخ محمد مکی نقشبندیؒ لاہوری

حاجی قاری محمد موسیٰ کے فرزند تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فیض یافتگان میں سے تھے۔ آپ کے والد ماجد بھی مشہور عالم تھے مکتوب نمبر ۲۱ انہیں کے نام ہے۔

تذکرہ علمائے لاہور
۲۴۳



حافظ محمود نقشبندیؒ لاہوری

علم حدیث و فقہ کے ماہر تھے۔ حضرت امام ربانیؒ سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل فرمائی۔ مکتوبات امام ربانی میں نمبر ۲۲۵-۲۲۷ اور ۲۵۵ آپ کے نام پر ہیں۔

تذکرہ علمائے لاہور
۲۴۳

ملا شیر محمد نقشبندیؒ لاہوری

عہد جہانگیر میں بہت بڑے نامور اور جید عالم گزرے ہیں

حضرت امام ربانیؒ کے فیض یافتہ تھے۔ مکتوب نمبر ۱۵ آپ کے نام ہے

تذکرہ علمائے لاہور
۲۴۳

مولانا حسام الدینؒ سبز نقشبندی لاہوری

مولانا حسام الدینؒ سرخ نقشبندی لاہوری

محمد غوثی نے اپنی تالیف اذکار ابرار (فارسی گلشن ابرار) میں لاہور کے دو نقشبندی سلسلے سے ارادت و عقیدت رکھنے والے بزرگوں کے متعلق تحریر کیا ہے جو علوم و فنون ظاہری و باطنی میں یگانۂ آفاق تھے۔ اور لاہور میں سکونت پذیر تھے۔ یہ بزرگ سنہ ۱۵۶۳ء میں لاہور میں وفات پا گئے۔ اب ان کے مقابر کا کوئی نام و نشان تک نہیں ملتا۔

ملا نظام الدین ہروی لکھتا ہے کہ لاہور کے علماء میں آپ کا ایک خاص مقام تھا۔ فلسفہ اور دینیات پڑھانے میں مہارت تامہ تھی۔ علوم عقلی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

خواجہ خاوند محمود نقشبندیؒ لاہوری

المعروف حضرت ایشان

نام و نسب۔ لاہور کے نقشبندی اولیاء اللہ میں آپ کے پایہ کا شاید ہی کوئی بزرگ گزرا ہو۔ آپ کا مولد بخارا ہے۔ ابتدائی تعلیم وہاں ہی مدرسہ سلطانی میں حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور چودہ برس کی عمر میں کل علوم میں یگانہ آفاق ہو گئے وقت کے علما آپ کی علمیت کے اس قدر قائل تھے کہ کسی بات میں آپ کے سامنے دم نہ مار سکتے تھے۔ آپ کے بزرگوں کا شجرہ خواجہ علاء الدین عطارؒ نقشبندی خلیفۂ اعظم حضرت بہاؤالدین نقشبندی سے ملتا ہے۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی میر سید شریف بن خواجہ ضیا تھا۔ ہسٹری آف لاہور میں لکھا ہے کہ آپ نے بخارا کے شاہی کالج میں تعلیم حاصل کی اور ایک سکالر ہو کر نکلے۔

مفتی علی الدین خلف مفتی خیر الدین لاہوری اپنی تصنیف عبرت نامہ (فارسی) میں آنجناب کو شیخ بہاء الدین نقشبندؒ کی اولاد تحریر کرتا ہے۔

تعلیم و تربیت۔ علوم ظاہری کے بعد آپ باطنی تعلیم اور روحانیت کی طرف مائل ہوئے۔ علوم ظاہری میں تو آپ نے یہاں تک کمال حاصل کر لیا تھا کہ وقت کے علما آپ کا فتویٰ حاصل کرنا فخر خیال کرتے تھے۔ اور بادشاہ بخارا آپ کی خدمت میں حاضری سے سرفراز ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ مرشد کی تلاش میں ملک سے باہر نکلے۔ بخارا سے سمرقند گئے۔ اور بہت کچھ فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ اور پھر وہاں ہی ہزارہا افراد کو اپنی ارادت میں لیا۔ حاکم بخارا شاہ زمان مرزا آپ کی شہرت سُن کر حاضر خدمت ہوا اور بیعت کی۔ وہ اس طرح کہ سمرقند پر ایک بڑے حاکم نے چڑھائی کی تھی اور وہ بلا آپ کی توجہ سے ٹل گئی تھی اور مرزا اپنے دشمن پر فتح یاب ہوا بیعت آنجناب کی خواجہ ابو اسحاقؒ سفید کے ہاتھ پر ہوئی تھی۔ مگر نسبت اویسی شاہ بہاء الدینؒ نقشبند سے تھی۔

سیر و سیاحت۔ بخارا سے آپ سمرقند گئے تھے وہاں سے آپ ہرات میں آئے۔ اور ہرات سے قندھار اور وہاں سے کابل تشریف لائے۔ اور ہر شہر میں آپ نے ہزارہا مرید کئے۔ اس زمانے میں آپ سے بے شمار خوارق و کرامات ہوئے۔ جب آپ کابل پہنچے تو حاکم کابل شہر سے باہر دو فرلانگ تک آپ کے استقبال کے لئے

آیا۔ اور آپ کو نہایت عزت و تکریم سے شہر میں لے جاکر سبز باغ میں رکھا۔ جمعہ کے روز آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور خطبہ دیا۔ آپ کے کلام میں اس قدر تاثیر پیدا ہوئی۔ کہ معتقدوں کی صدائے ہائے وہو آسمان تک جاری تھی۔ ذوق و شوق اور وجد کے زور سے دو آدمی جاں بحق ہو گئے۔ بادشاہ بھی اس محفل میں شرف ارادت سے مشرف ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہزارہا افراد نے آپ کی بیعت کی۔ حضرت دو سال تک کابل میں رہے۔ اور اپنے خلیفے عراق، شام، روم اور کوہ غور کی طرف مامور فرمائے۔ وہاں سے آپ کشمیر تشریف لے گئے۔ کشمیر میں آپ نواب عبدالرحمن کے پاس قیام پذیر ہوئے کیونکہ نواب صاحب کا والد آپ کا مُرید تھا۔ یہاں بھی ہزارہا مُرید کئے۔ اور وہاں آپ نے ایک نہایت شاندار اور وسیع خانقاہ تعمیر کرائی جس میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ کشمیر سے جہانگیر کے حکم پہ اُس کے پاس اکبرآباد چلے گئے۔ یہاں سے آپ جہانگیر کے ساتھ کشمیر چلے گئے۔ جہاں بادشاہ کا انتقال ہو گیا اور آپ اُس کی لاش کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔ یہاں سے شاہ جہان کے ساتھ دہلی چلے گئے۔ وہاں ملکہ زمانی زوجہ بادشاہ آپ کی مُرید ہوئی۔ دہلی

میں شیخ عبدالحق محدثؒ اور دوسرے علما بھی آپ سے فیض یاب ہوئے۔ وہاں سے آپ اکبرآباد چلے گئے۔ وہاں سے دہلی گئے۔ اور حکم دیا کہ آپ لاہور میں ہی قیام فرماویں اور وہاں ہدایت خلق میں مصروف ہوں

اہل تشیع اور کشمیر

آپکی روز افزوں ترقی اور تعمیر خانقاہ سے شیعہ حضرات برافروختہ ہو گئے اور آپکے خلاف سازشیں کرنے لگے جس سے ملک میں فساد ہو گیا اور بیشمار آدمی مارے گئے۔ جب جہانگیر کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا اور روزینہ مقرر کر دیا۔ قیام اکبرآباد میں بھی آپ رشد و ہدایت کا درس دینے لگے۔ بلکہ شہنشاہ آپ کا اس قدر گرویدہ ہو گیا۔ کہ جہاں جاتا آپ کو ساتھ لے کر جاتا۔ بلکہ یہ بات بالکل درست ہے کہ جہانگیر آپ کے سایۂ لطف و کرم میں رہتا تھا۔

مصنف تاریخ لاہور لکھتا ہے کہ قیام کشمیر میں حسین چک حاکم کشمیر نے آپ کو بلا کر کہا۔ کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ آپ نے ایک ماہ کی مہلت چاہی۔ ابھی پندرہ دن بھی گزرنے نہ پائے تھے۔ کہ قاسم خاں میر بحری اکبری فوج لے کر کشمیر پر جا پہنچا

اور کشمیر کے علاقہ کی حکومت قوم چک کے ہاتھ سے جاتی رہی۔

مصنف اولیائے ہند و پاکستان نے لکھا ہے کہ جب عبداللہ خاں شاہ بخارا اور اس کا پسر عبدالمومن مر گئے۔ تو آپ کشمیر تشریف لے آئے۔ اور جمیل بیگ حاکم کشمیر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے ہزارہا کی تعداد میں مخلوقِ خدا رجوع ہوئی۔

شیخ محمد اکرام "رود کوثر" میں یوں رقمطراز ہیں کہ جب آپ کشمیر گئے تھے۔ تو وہاں شیعہ سنی سوال زوروں پر تھا۔ نواب مظفر خاں والئی کشمیر تھا قضارا شیعوں اور اہل سنت میں بلوہ ہوا۔ اور بہت سے کشت و خون کے بعد قاضی ابو القاسم اور قاضی محمد عارف کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ انہوں نے اہل تشیع کی سزا دہی میں توقف کیا۔ اس سے اہلسنت ناراض ہو گئے۔ اور خواجہ خاوند محمود کی سرکردگی میں شہر چھوڑ کر ہفت چنار آ گئے۔ ناظم صوبہ انہیں آ کر منا کر لے گیا۔ اور شیعوں کے خلاف کارروائی بھی کی۔ لیکن دربار شاہی میں خواجہ کی شکایت بھی کر دی۔ چنانچہ دربار بلائے گئے۔ اور پھر واپس کشمیر نہیں گئے۔ ان کے ایک سجادہ نشین خواجہ کمال الدین نقشبندی تھے۔ انہوں نے شیعوں کی مخالفت جاری رکھی۔ جس پر ایک شیعہ نے آپ کو اپنی خانقاہ میں شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد پھر بلوے شروع ہو گئے۔ اور کئی شیعہ خواجہ کی شہادت

کی پاداش میں قتل کئے گئے۔

لاہور میں ورود۔ جب شہنشاہ جہانگیر کا کشمیر (راجوری) میں انتقال ہو گیا۔ تو آپ شہنشاہ کی لاش لے کر لاہور تشریف لائے اور آپ نے لاہور میں اقامت اختیار کی۔ اتنے میں شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اور اس نے لاہور میں لاکھوں روپے تقسیم کئے۔ اور آپ کی خدمت میں ایک لاکھ ٹنکہ ارسال کیا۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اس نے دوبارہ کہا اور نواب آصف خاں کو خدمت میں بھیجا۔ تو آپ نے وہ روپیہ قبول فرمایا۔ اور اس سے لاہور میں اپنی خانقاہ تعمیر کرائی۔ کچھ روپیہ خانقاہ کشمیر کو ارسال کیا۔ اور باقی ماندہ غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ نواب وزیر خاں آپ کی ہی دعا سے اس بلند مرتبہ پر فائز ہوا تھا۔ لاہور سے آپ اکبر آباد اور دہلی گئے۔ اور پھر شاہ جہان کے حکم سے آپ لاہور تشریف لے آئے کیونکہ بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ آپ لاہور تشریف لے جاویں وہاں ہی اقامت گزین ہوں اور لوگوں کو راہِ ہدایت کی طرف بلائیں۔

چنانچہ آپ لاہور آ گئے۔ جب آپ لاہور تشریف لائے۔ تو اس وقت جہاں اب آنجناب کا مقبرہ ہے باغ تعمیر ہو رہا تھا۔ اور خانقاہ بھی بن رہی تھی۔ آپ اقامت گزیں ہو گئے۔ قیام لاہور میں صوبہ لاہور نواب وزیر خاں اکثر اوقات آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتا تھا

اور آپ سے بیعت بھی کی - مزید برآں آپ کے اور حضرت میاں میر قادری
کے درمیان مسئلہ وحدت وجودی میں بذریعہ تحریر سوال و جواب کرانا
رہتا تھا - لاہور تشریف لانے کے بعد آپ نو برس تک حیات رہے اور
اس اثنا میں ہزارہا افراد آپ سے شرف بیعت ہوئے -

مصنف حدیقۃ الاولیاء لکھتا ہے - کہ قیام لاہور میں بعد وفات
آنجناب جب روضہ تعمیر ہو رہا تھا تو خان دوران صوبہ لاہور نے جو
خشک مُلّا تھا - اور مشائخ عظام کے ساتھ اُس کی کمال عداوت تھی
بر سر پرخاش ہوا اور مجاور کو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ میں کسی بزرگ
کا روضہ آج تک نہیں بنا بلکہ شاہ نقشبندی کا روضہ بھی نہیں ہے
اس کو گرا دیا جاوے - مجاور نے جواب دیا کہ مجھ کو گرانے کا اختیار نہیں
ہے آپ کو اختیار ہے تو گرا دو - دوسرے روز خان دوران روضہ پر
آیا - اور حاکمانہ حکم دیا - کہ روضہ گرا دیا جاوے - مگر جب وہاں سے لوٹ
کر شالامار باغ کو چلا - تو راستے میں گھوڑے نے ناخن لیا - اور خان دوران
گھوڑے سے گرا - گردن ٹوٹ گئی - تین دن زندہ رہ کر مر گیا - نعوذ
باللہ من غضب الاولیاء -

نواب ذکریا خان خان بہادر ناظم لاہور آپ کا بہت معتقد تھا
وہ ہر جمعرات کو ختم خواجگان نقشبند کراتا - غلاف چڑھاتا - اور نا

حلوہ اور نقدی علماء اور فقراء میں تقسیم کراتا -

حکام لاہور سے ایک شیعہ تھا اُس نے گنبد گرانا چاہا - خدا کا کرنا
ایسا ہوا - کہ اس کی بیٹی نے اس کو قتل کر دیا -

ایک بار حضرت عید گاہ لاہور میں روز عید تشریف فرما تھے نمازی
جمع ہو چکے تھے - مگر صوبہ دار لاہور کا انتظار تھا - اثنا ذکر میں آخر وقت
نماز کا ذکر آیا حضرت نے فرمایا - کہ وقت آخر وقت تا بہ زوال ہے ملا
ابو صالح لاہوری نے انکار کیا اور بے ادبی کے ساتھ بولا - حضرت نے
فرمایا - کہ اے آفتاب حیات تیرا تیر از برابر ممات آگیا - چنانچہ بعد نماز
کے ملا گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کو چلا - گھوڑا بگڑا اور ملا گرا - گردن کا منکا
ٹوٹا اور اسی دن مر گیا -

آپ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان تشریف لائے اور جہانگیر
کے بیٹے شاہ جہاں کے عہد میں لاہور میں وفات پائی -

اخلاق عالیہ - آنجناب بڑے بزرگ زاہد متقی اور
قطب وقت تھے اور احکام شرع کے سختی سے پابند تھے - اپنی بنائی ہوئی
مسجد میں جمعہ کے روز وعظ آپ ہی فرمایا کرتے تھے - مفتی غلام سرور صاحب
تحریر فرماتے ہیں کہ آپ ولی مادر زاد - قطب الارشاد - صاحب حال و قال
جامع کمال ظاہری و باطنی مظہر جمال صوری و معنوی - تھے آپ حضرت

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے ہمعصر تھے۔ آپ بڑے مستجاب الدعوات
تھے۔ لکھا ہے کہ جب ملکہ نور جہاں نہایت پیچیدہ بیماریوں میں مبتلا ہو گئی
تو آپ ہی کی دعا سے صحت یاب ہوئی تھی۔ مصنف "لاہور کا گائیڈ" مولفہ
سنہ ۱۹۰۹ء لکھتا ہے کہ آپ سلسلہ نقشبندیہ کے صاحب کرامت نظیر تھے

اولاد۔ آپ کے چھ فرزند تھے۔

(۱) خواجہ معین الدین احمد نقشبندی۔ کتاب رضوانی جس میں آنجناب
کے حالات بالتفصیل درج ہیں۔ آپ کی تصنیف ہے۔ آپ علوم حدیث
و تفسیر میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ اور اپنے والد
بزرگوار سے بیعت تھے آپ سنہ ۱۶۴۴ء میں لاہور آ گئے تھے۔ اور پھر
کشمیر چلے گئے اور وہاں ہی سنہ ۱۶۷۴ء میں انتقال فرمایا۔

(۲) خواجہ تاج الدین خاوند۔ جامع علم و عمل و حال و قال تھے۔ تمام
عمر گناہ کبیرہ نہیں کیا۔

(۳) خواجہ احمد۔ سجادہ نشین آنجناب تھے اور اولیاء اللہ میں سے تھے

(۴) خواجہ خاوند محمد۔

(۵) خواجہ قاسم خاوند

(۶) خواجہ بہاؤالدین خاوند۔ آپ کی وفات کے بعد آپ نے ملازمت
شاہی ترک کر دی۔ اور مزار گوہر بار پر مجاور بن کر تاحیات یہاں ہی قیام پذیر
رہے۔

وفات۔ خزینۃ الاصفیا میں کتاب رضوانی کے حوالے سے
لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا۔ تو پندرہ روز قبل بعد
نماز عصر نواب افتخار خاں عالی جاہ سے فرمایا۔ کہ پندرہ روز کے
بعد ہماری رحلت ہو گی۔ جب سولھواں روز ہوا۔ تو بروز سہ شنبہ نماز
مغرب کے بعد آپ نے چند بار مولانا عبدالرحمٰن جامی کا یہ شعر پڑھا۔

الٰہی غنچۂ امید بکشا   گلی از روضۂ جاوید بنما

اور عشاء سے پہلے سجدہ میں ہی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ اس
وقت شاہ جہان لاہور میں تھا۔ اس نے میراں سید جلال الدین صدر الصدور
کو تجہیز و تکفین کے لئے بھیجا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۶۴۲ء میں ہوئی۔

مقبرہ۔ آپ کا روضہ گرانڈ ٹرنک روڈ پر بیگم پورہ میں یتیم خانہ
دار الفرقان کے متصل واقع ہے گنبد بہت بلند و بالا ہے اندر حضرت ایشانؒ
کی قبر ہے اور اس کے نیچے شرقی اور جنوبی گوشوں میں ایک قبر آپ کے
صاحبزادہ خواجہ بہاء الدینؒ کی ہے باہر چبوترہ پر دو اور قبریں سید میر جان
سابلی نقشبندی اور ان کے چھوٹے بھائی سید محمود جان کی ہیں امرائے شاہ
جہانی میں نواب سعید خاں نے مزار پر انوار پر گنبد عالی تعمیر کروایا تھا
آٹھ پہلوؤں پر آٹھ عالی شان بلند محرابیں ہیں۔ مقبرہ کے مغرب کی طرف
ایک مسجد ہے جس کے تین گنبد ہیں۔ مصنف تاریخ لاہور لکھتا ہے۔ کہ

مقبرہ آپ کا نواب زکریا خان خان بہادر نے بنوایا تھا۔ ہسٹری آف لاہور مرتبہ
سید محمد لطیف میں لکھا ہے کہ آنجناب نے مقبرہ اپنی حیات میں ہی اپنی نگرانی
میں تعمیر کروایا تھا۔ مسجد میں منبر جس پر آپ وعظ فرمایا کرتے تھے عہد انگریز
تک موجود تھا۔ مقبرہ حضرت ایشانؒ کے دروازہ کلاں کے سامنے دونوں
اطراف میں شہزادگان کابل کی قبور ہیں۔ مزار گنبد سے جنوب کی سمت
مولوی فیروز دین (فیروز سنز) کا خاندانی قبرستان ہے۔ مسجد کے مینار
اور گنبد بخارا کی مسجد کی طرز پر ہیں۔

سکھوں کے عہد میں مقبرہ کی حالت۔

احمد شاہ ابدالی کی فوجوں نے جب ناظمان لاہور کے زمانہ میں اس محلہ
کو جس کو محلہ مغلپورہ کہا جاتا تھا۔ تاخت و تاراج کیا۔ تو اُس وقت اس
مقبرہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ مگر جب سکھ غارتگری شروع ہوئی۔ تو مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے وقت اس روضہ کے قریب سردار گلاب سنگھ پہوونڈیہ
نے چھاؤنی بنالی۔ چار دیواری خانقاہ گرادی۔ باغ تباہ و برباد کر دیا
گیا۔ مسجد کے صحن کی اینٹیں نکال لیں۔ مزارات کو کھود کر خشت
فروشوں نے ان کی اینٹیں بھی نکال کر بیچ لیں۔ مزار کا تعویذ اتار دیا
اور روضہ اقدس میں گلاب سنگھ نے بارود بھر دی۔ مزار کا سنگ
مرمر اتار لیا گیا۔ کئی سال تک اس مقبرہ میں بارود بھری رہی۔ اور

قفل لگا رہا۔ جب انگریزی حکومت آئی تو انہوں نے بارود اس روضہ
سے نکلوا کر دریائے راوی میں پھنکوا دی۔ اور روضہ خالی کیا۔ بعد ازاں
خواجہ احمد کشمیری نے جو حضرت خواجہ ایشانؒ کی اولاد سے تھا۔ کشمیر سے
لاہور آیا۔ اور سر ہنری لارنس صاحب بہادر کی ریزیڈنسی میں اس مقبرہ
پر قبضہ کیا۔ اور بہت سا روپیہ خرچ کر کے مرمت کی۔ مزارات دوبارہ
بنوائے۔ مسجد کی مرمت کی اور تولیت مکان کی محمد بخش صراف لاہوری
کو دے کر کشمیر چلا گیا۔ مگر کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ بعد ازاں اس
مقبرہ اور مسجد کی مرمت رائے بہادر کنہیا لال اگزیکٹو انجینئر کی نگرانی میں
سرکار انگریزی نے کروائی۔ اگر انگریزی حکومت مسجد کی مرمت نہ کراتی
تو یقین تھا۔ کہ یہ بہت جلد گر جاتی کیونکہ اس کی حالت بہت خراب
تھی۔ ہسٹری آف لاہور میں لکھا ہے کہ عہد ناظمان لاہور میں مقبرہ کے
قرب و جوار میں تسبیح خانے تھے۔ جن میں ہر جمعرات کو عبادت کی
جاتی تھی۔ اور ہزارہا افراد اس میں شرکت کرتے تھے۔ مگر سکھوں کے
عہد میں تمام عمارات نیست و نابود کر دی گئیں۔

منشی محمد دین فوق لکھتے ہیں کہ انگریزی عہد میں مسلمانان لاہور
نے اس کی واگزاری کے لئے کوشش کی۔ تو خان بہادر محمد برکت علیخاں
صدر انجمن اسلامیہ پنجاب اس معاملہ میں پیش پیش تھے چنانچہ

۲۵ مئی ۱۸۹۰ء کو ٹاؤن ہال لاہور میں ایک دربار منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر ڈوڈی سابق کمشنر نے اعلان کیا۔ کہ خانقاہ حضرت الیشاںؒ صاحب جو محکمہ نزول میں چلی آتی تھی۔ گورنمنٹ نے مہربانی فرما کر ۱/۲ گھماؤں اراضی نزول سمیت خانقاہ مسلمانانِ پنجاب کے حوالے کردی ہے۔ جس پر خان بہادر برکت علی خاں اور میاں شاہدین صاحب ہمایوں جج چیف کورٹ پنجاب (میاں بشیر احمد سابق سفیر ترکی کے والد) نے گورنمنٹ کا بہت تشکریہ ادا کیا۔

مولوی حاکم علی ایم اے مرحوم پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور جو سکھ سے مسلمان ہوئے تھے حضرت الیشاںؒ کی خانقاہ میں ہی مقیم ہوئے تھے

سی۔ جے راجرس نے اپنی کتاب تالیف ۱۸۹۱ء میں بھی اس مقبرہ کا ذکر کیا ہے۔

تاریخ جلیلہ ۱۶۸، حدیقۃ الاولیا ۵۹ - تاریخ لاہور ۲۴۳ - تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان ۴۲۵
تذکرہ علمائے لاہور ۳۷ - رود کوثر ۲۹۲ - یادرفتگان ۵۵ - ہسٹری آف لاہور ۱۳۹
خزینۃ الاصفیا ۶۲۳ - نقوش لاہور نمبر ۳۲۲ - لاہور گائیڈ ۴۶ - عبرت نامہ جلد دوم ۸

حضرت شیخ حامد نقشبندی لاہوریؒ

شیخ حامد لاہوری حضرت سید آدم بنوری کے خلفائے خاص میں سے تھے۔ آپ اپنے مرشد کی زندگی ہی میں روحانیت کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے تھے۔ کہ سید صاحب نے آپ کو اپنی موجودگی میں اپنے طالب و مریدوں کو تلقین و تربیت کی اجازت عطا فرما دی تھی۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

آپ بہت کم بولتے۔ کم سوتے اور کم کھاتے تھے۔ بلکہ بے ضرورت بات بھی نہ کہتے تھے۔ امرا اور اغنیاء سے پرہیز فرماتے تھے۔

وفات سنہ ۱۶۴۲ء مطابق سنہ ۱۰۵۲ھ میں ہوئی۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے تاریخ وفات یوں تحریر کی ہے۔

حمد گویان سید یہ حیات النعیم
چونکہ حامد حامد دین ذوالکرم
سال وصل او چو جستم از خرد
گفت حامد شیخ کامل کن رقم

تذکرہ صوفیائے پنجاب ۲۵۵ - تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان ۴۲۹ - خزینۃ الاصفیا ۶۳۵

حضرت شیخ محترمؒ نقشبندی لاہوری

آپ قدیم بزرگوں میں سے نہایت عابد، زاہد، متقی خدا پرست
گزرے ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے ارادت تھی۔ شہنشاہ اکبر
کے زمانہ میں آپ لاہور تشریف لائے۔ اور اورنگ زیب عالمگیر کے
زمانہ میں آپ کا وصال ہُوا۔

رائے بہادر کنہیا لال نے جب اپنی کتاب تاریخ لاہور ۱۸۸۴ء میں شائع
کرائی تو وہ مقبرہ کی حالت اس طرح رقم کرتے ہیں۔ مقبرہ کی مربع عمارت
پختہ چونہ گچ سقف کے برابر۔ چاروں گوشوں پر چار گنبدیاں مربع
چاروں طرف چار در محرابی کالبوتی درمیان ان کے مقبرہ کا گنبد عالیشان
مدور نہایت خوبصورت بنا ہُوا ہے۔ مقبرہ کے چاروں طرف چار محرابیں
ہیں۔ مقبرہ کی اندرونی عمارت میں چار محرابیں چاروں گوشوں میں بنائی
گئی ہیں۔ اور چار محرابی دروازے۔ دیواروں میں بخط عربی اور فارسی
بہت سے آیات و اشعار منظوم لکھے ہیں۔ جس میں سے کچھ پڑھے جاتے
ہیں اور کچھ نہیں پڑھے جاتے۔

ہادی سالکان راہِ نجات — آن سلیمان دل و خرد آصف
سال تاریخ رحلتش جستم — گفت طبع سلیم نیک خلف

بہج بسب حین زنحل دفق وبگو — قدس اللہ سرہ الاشراف

سید محمد لطیف ہسٹری آف لاہور میں جو ۱۸۹۲ء میں طبع ہوئی
لکھتے ہیں کہ درج ذیل کلمات بھی پڑھے جاتے ہیں۔

اللھم اغفر لامتہ محمدؐ — اللھم ارحم لامتہ محمدؐ

بر آستان تو ام سر ارادت ما
واللہ انیس دمتا بیں

مصنف "تحقیقات چشتی" مولوی نور احمد لکھتا ہے کہ درج
ذیل مصرعہ جات بھی پڑھے جاتے ہیں۔

ایں سوختہ ما چوں محترم

دروازہ غربی کے اوپر زیر محراب اتنا لکھا ہُوا نظر آتا ہے
اللہ ۔ محمدؐ ۔ علی ۔ عثمانؓ اور باقی بوسیدہ ہو گیا ہے
نیز یہ بھی لکھا ہے۔ — کتبہٗ محمد اکرم

علاوہ ازیں "افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ"
"یا اللہ۔ یا اللہ" "یا محمدؐ۔ یا محمدؐ" بھی لکھا ہُوا ہے۔
مقبرہ کے اندر تین قبور ہیں ایک حضرت محترم نقشبندیؒ کی اور
دو آپ کے عزیزوں کی۔ انگریزی عہد میں اس مقبرہ کو ایک انگریز کی
درخواست پر نیلام کیا گیا۔ اور انگریز مذکور نے خرید کر اس کے چاروں

طرف دیرا نڈہ بنا کر کوٹھی کی صورت بنالی - نیز قبریں گرادیں - بعد ازاں
اس میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کو اپر ہٹو سٹور نے سوڈا واٹر فیکٹری
کھول لی - یہ متبرک مقبرہ اس لئے انگریزوں نے نیلام کیا تھا - کہ
سرکاری نزول کے رجسٹر میں بوجہ لاوارث ہونے کے اس کا اندراج تھا

وفات - آپ کا وصال ۱۶۹۰ء میں لاہور ہی میں ہوا اور
یہاں ہی آپ کا مقبرہ بنا - موجودہ وقت یہ مقبرہ گرینڈ ٹرنک روڈ
پر ریلوے کے اونچے پل کے سامنے شاذ ولیباٹریز اور رصدگاہ کے
درمیان سوامی نگر میں واقع ہے - گنبد کی شان اسی طرح قائم ہے -
کہ یہ کسی بڑے ولی اللہ کا مقبرہ ہے - مگر لوگوں نے اب اس کو اپنے
رہنے کی جگہ بنا لیا ہے جو کہ کسی طرح بھی اہل اسلام کے لئے مناسب
نہیں ہے - عربی اور فارسی کی کوئی تحریر موجود نہیں ہے - سفیدی کر کے
ان کو مٹا دیا گیا ہے افسوس صد افسوس -

ہسٹری آف لاہور ۱۳۳ — تاریخ لاہور ۲۶۰ — تحقیقات چشتی ۳۴۸

حدیقۃ الاولیا ۱۵۶ — یادرفتگان ۹۶

حضرت شیخ سعدیؒ بلخاری نقشبندی

ابتدائی حالات -

حضرت شیخ سعدیؒ بلخاری مجددی نقشبندی حضرت سید آدم بنوریؒ
کے جلیل القدر خلفا میں سے تھے - اور بچپن سے ہی آپ کی خدمت
میں رہے - اور تعلیم و تربیت حاصل کی - روضۃ السلام میں شرف الدین
مجددی کشمیری نے خود آپ کی زبانی ان کے حالات تفصیلاً بیان
کئے ہیں - وہ لکھتے ہیں - کہ " آپ فرماتے تھے کہ میری عمر ابھی آٹھ
سال کی ہوگی - کہ میں اپنے گاؤں کے باہر ایک کنوئیں پر وضو کر رہا تھا
کہ اتفاقاً ادھر سے سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ حاجی سعد اللہ وزیر آبادی
بنور جاتے ہوئے وہاں سے گزرے - اور مجھے نہایت احتیاط سے
وضو کرتے ہوئے دیکھ کر متعجب ہوئے - کہ اس کمسنی میں یہ بچہ کس قدر
انہماک سے وضو کر رہا ہے اس کے بعد آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ
روانہ ہو گئے - مگر میرے دل میں شوق پیدا ہوا - کہ ایسے بزرگ آدمی
کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے - چنانچہ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل
پڑا - لیکن میں نے یہ احتیاط کی - کہ ان سے کافی فاصلے پر پیچھے پیچھے
چلتا رہا - یہاں تک کہ بنور آگیا - جب حاجی سعد اللہ حضرت سید

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے تمام ساتھیوں کے بارے میں استفسار فرمایا - پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ لڑکا ازلی سعادت مند ہے - اور میرا نام پوچھا - میں نے کہا کہ سعدی - آپ نے فرمایا - جہاں کہیں بھی جاؤ - اور جہاں کہیں بھی رہو - تم سعدی ہو - تم دنیا میں بھی سعدی ہو - اور آخرت میں بھی سعدی - پھر مجھ پر بے حد شفقت فرمائی - اور اپنے گھر لے گئے - اور اس طرح میں نے کئی سال تک آپ کے گھر میں رہ کر تعلیم و تربیت اور فیوض روحانی حاصل کئے - آپ مادرزاد ولی تھے "

ورود لاہور - اپنے پیرومرشد حضرت سیّد آدمؒ کی وفات حسرت آیات کے بعد سعدیؒ لاہور تشریف لے آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے - آپ لاہور کے نقشبندی سلسلہ کے باکمال بزرگوں میں سے تھے - اور آپ کی وجہ سے لاہور میں اس سلسلہ کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا - ہزارہا طالبانِ حق نے آپ سے سلوک و معرفت کی منزلیں طے کیں - مستجاب الدعوات تھے - مریدان کی تعداد کا کوئی شمار ہی نہ تھا - خود فرمایا کرتے تھے -

" مریدانِ مانند ستارہ ہائے آسمان از حیطۂ شمار خارج اند "

تذکرہ مناقب سیّد آدمؒ میں لکھا ہے کہ آپ لاہور میں چالیس سال تک خلق خدا کو ظاہری و باطنی علوم کی تعلیم دیتے رہے - آپ کامل بزرگ تھے اور آسیب زدہ لوگوں پر آپ کی توجہ نہایت مؤثر ہوتی تھی جب کسی آسیب زدہ کو آپ کی خدمت میں لایا جاتا - تو نظر ملانے سے ہی آسیب زدہ درست ہو جایا کرتا تھا - اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا - کہ آپ فرماتے کہ آسیب زدہ کے کان میں جاکر کہہ دو - کہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اگر خیریت مطلوب ہے - تو یہاں سے چلا جا ورنہ برا ہوگا - اور اس طرح بھی آسیب زدہ درست ہو جایا کرتا تھا آپ کی دعائیں مشکلیں حل کرنے کے لئے بھی نہایت مؤثر ثابت ہوتی تھیں -

شیخ محمد عمر پشاوری نے اپنی کتاب جواہر السرائر اور شرف الدین کشمیری مجددی نے اپنی کتاب روضۃ السلام میں آپ کے بے شمار مناقب و خوارق بیان کئے ہیں نیز کتاب ملخاریہ میں بھی آپ کی بے شمار کرامات مندرج ہیں -

کسی زمانہ میں آپ کا مقبرہ ایک باغ میں تھا جس کے اردگرد بہت سی عمارات تعمیر کرائی گئیں - احاطۂ قبر ایک وسیع باغ سے گھرا ہوا تھا - سکھوں کے زمانے میں یہ باغ اجڑ گیا - اور اس باغ میں

کی آبیاری کے لئے جو دو کنویں تھے۔ ان میں سے ایک تو سکھ گردی
کی نذر ہوگیا۔ دوسرے کنویں پر ہدایت خان بلوچ ساکن مزنگ
نے قبضہ کرلیا۔ اور اس نے باغ کی زمین پر کاشت شروع کردی
چنانچہ اب تک اس کی اولاد اُس پر قابض ہے۔

وفات۔ آپ نے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ۱۶۹۶ء میں وفات
پائی۔ مزار عالی مزنگ میں سعدی پارک ترمذی سٹریٹ میں واقع ہے
لٹن روڈ سے دلفروز سٹریٹ نکلتی ہے اور یہاں سے ترمذی سٹریٹ آ
جاتی ہے جس کے آخر میں آپ کا مزار اقدس ایک چاردیواری میں واقع
ہے جو تقریباً دس بارہ فٹ اونچی ہے چاردیواری کے اندر اونچے
چبوترے پر آپ کا مزار ہے۔ مشرقی کونے میں ایک قبر اور بھی ہے۔
آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی قبر پر گنبد نہیں بنایا گیا۔ کسی زمانہ
میں یہاں بہت سی عمارات اور باغ تھا۔ مگر اب صرف ایک چاردیواری
رہ گئی ہے جس میں آپ کا مزار ہے سکھوں کے عہد میں اس مزار پر
بھی تباہی آئی تھی۔ شمال کی دیوار میں چراغ روشن کرنے کے لئے
بے شمار سوراخ بنائے گئے ہیں۔

خلفا۔ حاجی محمد اسماعیل عوذی نقشبندی پشاوری آپ کے
جلیل القدر خلفا میں سے تھے جن کا مزار پشاور میں زیارت گاہ

خواص و عام ہے۔ خواجہ محمد سلیم نقشبندی اور خواجہ محمد غنی نقشبندی
بھی آپ کے خلفا میں سے تھے۔ مخدوم حافظ خواجہ عبدالغفور پشاوری
نے بھی آپ سے استفادہ فرمایا تھا۔ اور خرقہ خلافت پایا۔
سابق گورنر مغربی پاکستان سردار عبدالرب نشتر بھی کبھی نذرانہ
عقیدت پیش کرنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔

اولاد۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ خواجہ محمد سلیم خواجہ
محمد غنی۔ خواجہ محمد عارف اور خواجہ محمد یوسف۔ تمام صاحبزادے
علم و عمل اور زہد و ورع میں اپنے والد بزرگوار کے صحیح طور پر
جانشین تھے۔

تاریخ وفات۔ مولوی نور احمد چشتی مصنف تحقیقات چشتی
نے تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔

جناب سعدی بلخاری دل بیدار لاہوری
بود بر روحِ پاک او ہزاراں رحمت باری
چو از دُنیائے دوں آخر بہ جنت رفت چشتی
ندا آمد ز ہاتف زندہ دل سعدی بلخاری

تاریخ لاہور میں آپ کی تاریخ وفات زندہ دل سعدی بلخاری
سے نکلتی ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب حدیقۃ الاولیاء میں تحریر
کیا ہے کہ ہمراہ پیر روشن ضمیر کے حرمین الشریفین کو گئے۔ چند سال
وہاں بسر کئے۔ جب شیخ آدمؒ بمقام مدینہ فوت ہوئے۔ تو شیخ سعدیؒ
لاہور میں آئے اور قیام اختیار کیا۔ مگر مصنف تحقیقات چشتی
نے لکھا ہے۔ جب شیخ آدمؒ بنوری براہ لاہور روانہ بیت اللہ ہوئے
تو ان کو لاہور میں چھوڑ گئے اور ارشاد کیا کہ تو لاہور میں رہ۔
اور خلق خدا کو دعوت بہ خدا کر اور یہی درست معلوم ہوتی ہے:

تذکرہ صوفیائے پنجاب ۲۳۶   نقوش لاہور نمبر ۳۲۵   یادرفتگان ۸۶

تاریخ لاہور ۳۰۱   تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان ۴۳۵   تحقیقات چشتی ۱۸۴

حدیقۃ الاولیاء ۶۲



پیر زہدیؒ نقشبندی لاہوری

اصل اسم مبارک وجیہہ الدین تھا۔ خرقۂ خلافت سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شیخ سعدیؒ بلخاری لاہوری سے پایا۔

حضرت سعدیؒ بلخاری کے وصال کے بعد آپ نے فیض طریقہ عالیہ سہروردیہ
میں شیخ جان محمدؒ سہروردی لاہوری سے حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد
آپ لاہور سے دنیا کی سیر و سیاحت کے لئے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ۔
مدینہ منورہ۔ نجف اشرف۔ کربلا معلّٰی۔ بیت المقدس اور بغداد
شریف میں تشریف لے گئے۔ اور ہر طریقہ میں فیض حاصل کیا اور
واپسی پر حضرت میراں شاہؒ بھیکہ چشتی سے خرقہ حاصل کیا۔ اور
لاہور تشریف لائے۔ یہاں حضرت شاہ محمد غوثؒ قادری لاہوری
سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں کلاہ حاصل کی۔ آپ شیخ کامل تھے لوگ
آپ کی بے انتہا عزت اور تکریم کرتے تھے۔ کمال زہد و ورع اور
ریاضت کی وجہ سے آپ عوام الناس میں پیر زہدی کے خطاب سے
مخاطب تھے۔ آپ ناظم لاہور خان بہادر نواب زکریا خان کے عہد
میں گزرے ہیں۔ مصنف "تحقیقات چشتی" لکھتا ہے کہ ان کا
معمول تھا۔ کہ شہر میں پھرتے تھے اور جو ٹکڑے زمین پر گرے
ہوتے ملتے تھے ان کو صاف کر کے کھا جاتے تھے۔

سنہ ۱۱۲۷ھ میں آپ کی وفات لاہور میں ہوئی۔ تو آپ کو میانی قبرستان
میں دفن کیا گیا۔ آپ کا مزار آج بھی زیارت گاہ خلق اللہ ہے
کسی زمانہ میں آپ کی قبر پر گنبد تھا۔ جو انقلاب زمانہ کے باعث

گیا آپ کے مزار پر لوگ نمکین اور شیریں روٹیاں بطور نذر نیاز لے
کر جاتے ہیں۔

حدیقۃ الاولیاء ۱۵۲ تحقیقات چشتی ۱۷۴ یادِ رفتگاں ۸۹

حضرت حاجی محمد سعید نقشبندی لاہوری

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ شطاریہ سلسلے کے آپ ایک مشہور
بزرگ ہیں اور اہل ولایت میں متوکل کے نام سے مشہور ہیں۔

بیعت ۔ صاحب کتاب تشریف الشرفا فرماتے ہیں کہ حاجی محمد سعیدؒ
کو خلافت قادریہ سید محمودؒ بن سید علی حسین کردی سے ملا۔ جن سے آپ
کی ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور وہاں ہی آپ سے بیعت فرمائی
اور سلسلہ نقشبندیہ میں آپ کو حافظ سعد اللہ مجددیؒ سے بیعت
تھی۔ آنجناب نقشبندی اولیائے لاہور میں صاحب طریقت و
شریعت اور حقیقت و معرفت کے جویا تھے۔ صاحب خوارق
اور کرامت بزرگ تھے۔ کافی عرصہ کابل میں رہے۔ مستجاب الدعوات
تھے۔ کرامتیں آپ کی لاہور میں بہت مشہور ہیں۔ آپ نے دو حج کئے تھے

لاہور میں آمد۔ اطراف عالم کی سیر و سیاحت کے بعد جب آپ
لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے محلہ دولا واڑی میں رہائش اختیار

فرمائی۔ اور لوگوں کو درس و تدریس اور رشد و ہدایت کی تعلیم و تربیت دینے
لگے۔ جب احمد شاہ ابدالی نے لاہور پر پہلی مرتبہ حملہ کیا۔ اور صوبہ لاہور
کو شکست ہوئی۔ تو لاہور کے لوگ بخوف غارت اِدھر اُدھر بھاگ
کھڑے ہوئے۔ آخر محلہ لکھی اور عبداللہ واڑی کے رہنے والے آنجناب
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ سب لوگ بھاگ گئے ہیں
اور ہم آپ کے بھروسے پر ابھی تک اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں فرمایا
ہاں ہم نے اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کی ہے۔ کہ ہماری سکونت کا محلہ
غارتگری سے محفوظ رہے۔ تم کھلے دروازے اپنے اپنے گھروں میں
بیٹھے رہو۔ آخر جب شہر فتح ہو گیا اور افغان شہر میں لوٹ مار کرنے لگے
تو احمد شاہ ابدالی جو شاہدرہ میں مقیم تھا۔ نے پوچھا کہ کیا اس شہر میں کوئی
صاحب شریعت و طریقت ہے۔ لوگوں نے حضرت کا نام لیا۔ تو بادشاہ
محلہ عبداللہ واڑی میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بعد زیارت
حکم دیا۔ کہ دونوں محلوں میں غارتگری نہ ہو۔ بلکہ وہاں اپنی سپاہ مقرر کر دی
سید محمد لطیف مصنف ہسٹری آف لاہور نے احمد شاہ ابدالی کی تیسری
مہم کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ آپ نے ابدالی کو خط لکھا تھا جس
سے وہ بہت متاثر ہوا۔ اور خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تھا۔ نقل ہے کہ
احمد شاہ ابدالی آپ کا مرید ہو گیا تھا۔ اور آنجناب کو لوگ پیر افغاناں

کے نام سے یاد کرنے لگے۔ آپ کے نواسے شیخ عبدالرحیم آپ کے بڑے
خلیفہ تھے۔ اِن کے خلیفہ سید فضل علی لاہوری تھے۔

آپ کی زندگی میں سکھ آپ کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ جب احمد شاہ
ابدالی بعد فتح مرہٹہ لاہور آیا۔ تو حاجی محمد سعیدؒ کی زیارت کو حاضر ہُوا تھا۔
سکھوں کے عہد میں۔ جب آپ کا وصال ہو گیا تو سکھ سردار
گوجر سنگھ نے اس محلہ کو لوٹ کر ویران کر دیا۔

اولاد۔ آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں جن کی اولاد آگے بڑھی آپ
کے خاندان کے کچھ لوگ جلال آباد (افغانستان) میں بھی رہتے ہیں اور
کچھ لاہور میں۔ آپ کے اولاد نرینہ نہ تھی۔ صاحبزادیوں میں سے ایک کا
نام بیوی صاحب جان اور دوسری کا نام رحمت بیوی تھا۔ صاحب جان
تو حافظ محمد مقیم لاہوری سے بیاہ دی۔ اور رحمت بیوی حافظ محمد مراد
بیگ صوفی سے بیاہی گئی۔ تاریخ وفات مفتی غلام سرور نے یہ لکھی ہے۔

محمد سعید آن سعید زمان
کہ بیرون است وصفش ز گفت و شنید
پئے تاریخ ترحیل آن شیخ دین
ندا شد ز دل واصل سعید

وفات۔ دوران عہد علی گوہر شاہ عالم دوم بہ عمر ایک سو دس سال

آنجناب کی وفات ۱۷۵۳ء میں ہوئی۔ مزار بنک اسکوائر بالمقابل جنرل
پوسٹ آفس میں السرور بلڈنگ اور گوروں کے قبرستان کی دیوار کے
درمیان واقع ہے۔ مزار کو مسجد سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ احاطہ چار
دیواری کے دو حصے ہیں۔ بڑے حصے میں تین قبور ہیں۔ درمیانی قبر
آپ کی ہے۔ اور ارد گرد دونوں قبور حضرت حاجی عباد اللہؒ اور آپ
کے نواسے حاجی عبدالرحمٰن کی ہیں۔ چھوٹی چار دیواری میں بھی تین قبور
ہیں مسجد میں ہینڈ پمپ نصب ہے مسجد بالکل چھوٹی سی ہے سید
محمد لطیف نے آپ کی تاریخ وفات ۱۷۶۳ء تحریر کی ہے۔

وفات کے بعد کابلی سرداروں نے آپ کی قبر پختہ بنوائی۔ جب
سردار سلطان محمد خاں برادر امیر دوست محمد خاں والئی افغانستان
مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مہمان کی تاریخی حیثیت سے لاہور مقبرہ جہانگیر
میں مقیم تھا۔ تو وہ روزانہ یہاں حاضری دیا کرتا تھا۔ اور نذرانہ چڑھاتا
تھا۔ اب بھی کابلی سردار آپ کی بہت عزت و تکریم کرتے ہیں۔ آپ
کا مزار پُرانوار زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

حدیقۃ الاولیاء ۱۰۶ — ہسٹری آف لاہور ۱۹۴ — تاریخ لاہور — تذکرہ علمائے لاہور ۳۴

تحقیقات چشتی ۱۳۲

سیّد منوّر شاہؒ نقشبندی لاہوری

بزرگانِ لاہور میں آپ صاحب کمالات اور کشف کرامات تھے۔ اور حضرت غوث الاعظمؒ کی اولاد سے تھے۔ مگر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی طرف آپ کی رغبت زیادہ تھی۔ مریدوں کو بھی آپ ذکر شغل بہ طریق نقشبندیہ فرماتے تھے۔ جامع طریقت و شریعت تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار میر عبدالرزاق سے بیعت کی تھی۔ زہد و ورع اور پرہیزگاری میں لاثانی تھے۔ ہزارہا حاجتمند اور سائل خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر فیض پاتے

آپ کا مزار اقدس چاردیواری حضرت شیخ طاہر بندگیؒ کے اندر ہے بسنہ ۱۸[illegible]ھ میں وصال فرمایا۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے تاریخ وفات لکھی۔

پیر قدِ افگن چو شد منوّر شاہ
در جہاں ہمچو ماہ پارۂ بود
گشت تاریخ رحلتش روشن
از منوّر ولی ستارۂ بود

حدیقۃ الاولیاء ۱۱۷   خزینۃ الاصفیا ۲۲۷

شیخ محمود شاہؒ نقشبندی لاہوری

یہ بزرگ نہایت خدا پرست عابد و زاہد تھے۔ لاہور میں کافی عرصہ تلقین و ارشاد میں مصروف رہے۔ آپ نے حضرت شیخ عبدالکریمؒ مجددی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا جن کو حضرت شاہ غلام علیؒ دہلوی سے فیض ملا تھا۔ لاہور میں آپ نے اس سلسلہ کو پھیلانے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ہزارہا طالبانِ خدا نے آپ سے فیض حاصل فرمایا۔ تمام عمر آپ نے مجردانہ گذاری۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی مضافات لاہور اور امرتسر میں آپ کے ہزارہا مرید تھے۔ شکل نورانی سفید ریش اور عمر کے ضعیف تھے۔ اکثر اوقات آپ سنہری مسجد میں عصر کے وقت خادمین کے ہمراہ تشریف لاتے۔ رہائش آپ کی کوچہ کوٹھی داراں کشمیری بازار میں تھی مصنف تحقیقات چشتی بہ زبانی عوام تحریر کرتا ہے کہ آپ نے مکان مسکونہ اپنا فروخت کر کے یہ مقبرہ بنوایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تیزاب احاطہ سے جو سڑک باغبان پورہ کو جاتی ہے اس پر مزار حضرت گھوڑے شاہؒ کے بالمقابل مسجد کے عقب میں آپ کا مقبرہ واقع ہے۔ یہاں سے ایک سڑک چاہ میراں کو بھی نکلتی ہے۔

۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۰ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ سید محمد لطیف آپ کی تاریخ وفات ۱۸۶۶ء لکھتا ہے۔ آپ کی قبر تہہ خانہ میں جس میں آپ کی لاش ایک صندوق میں بند کر کے رکھی گئی تھی اور اوپر مقبرہ ہے آپ لکھتے ہیں کہ یہ مقبرہ آپ کے مریدوں نے آپ کی زندگی ہی میں بنوا دیا تھا۔

حدیقۃ الاولیا	تحقیقات چشتی	ہسٹری آف لاہور	تاریخ لاہور
۷۰	۳۸۳	۱۵۸	۲۶۴

مولوی محمد سلیم الدینؒ نقشبندی

مولوی محمد سلیم الدین بن خورشید الدین بن مولوی محمد امین ابن خواجہ محمد عمر بن خواجہ عبدالسلام از اولاد حضرت شیخ شرف الدینؒ محمد کشمیری نقشبندی۔

خواجہ عبدالسلام حضرت حافظ عبدالغفورؒ پشاوری کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ لاہور میں رشد و ہدایت کی تبلیغ فرما رہے ہیں۔

مفتی غلام سرور لاہوری المتوفی ۱۸۹۰ء کے زمانے میں آپ زندہ تھے۔ اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ و اشاعت

میں کوشاں تھے۔

حضرت میر جان کابلیؒ نقشبندی لاہوری

آپ کا سلسلہ نسب ننھیال کی طرف سے حضرت خواجہ خاوند محمودؒ نقشبندی لاہوری سے ملتا ہے۔ اسی لئے آپ یہاں لاہور تشریف لائے تھے۔ جب آپ بالغ ہوئے۔ تو سواد بنیر میں حضرت اخوند صاحب قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت ہونے کی التدعا کی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ پنجاب میں امرتسر تشریف لے جاویں۔ وہاں سے فیض حاصل ہوگا۔ چنانچہ آپ پشاور کی راہ لاہور میں آ کر امرتسر تشریف لے گئے۔ اور بڑی جستجو کے بعد جناب قبلہ مولانا سید احمد یارؒ بخاری نقشبندی مجددی کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور شرفِ خلافت سے نوازے گئے۔

سلسلہ ارادت اس طرح ہے۔ سید میر جانؒ کابلی مرید مولانا سید احمد یار امرتسری مرید شاہ محمد یار مرید مولوی محمد شریف مرید شاہ محمد سعید مجددی۔ مصباح الحقیقت مصنفہ مولانا محمد باقر

دھڑیالوی صفحہ ۶ ۔ مطبوعہ ۱۹۰۵ء در لاہور

اس کتاب کے صفحہ ۵۲ پر پھر تحریر ہے ۔ کہ جب مولانا سید احمد یار نے خلافت نامہ تحریر فرمایا ۔ تو لکھا " جب میں نے ان کو حضرت میر جان کابلی (سیر سلوک میں خوب آزمایا ۔ اور گئی بار مشائخ کرام کی طرف سے اجازت دینے کا حکم ہوا ۔ تو تب میں نے اجازت نامہ ان کو لکھ کر دیا ۔

تاریخ کبیر کشمیر کے صفحہ ۸۶ پر تحریر ہے ۔

" یہ طریق نقشبندیہ مجددیہ آداب سلوک از مولوی احمد یار صاحب امرتسری کہ از مریدان شیخ محمد شریف نقشبندی بود، آموختہ چراغ معرفت وطریقت افروخت و جمع کثیر از خدمت ایشان مستفید شدند، و در اصل از کابل بودہ اند و عمر خود و در تجرید و تفرید گزارنیدند ۔ و در کشمیر چند مرتبہ تشریف آوردہ جادہ ارشاد گستردہ طالبان را تربیت فرمودند ۔ عاقبت در شہر لاہور مراجعت نمودند و در آنجا بقیہ عمر گزرانیدند و بتاریخ غرہ شعبان سن ہزار سہ صد و نوزدہ انتقال فرمودند و در مزار شریف حضرت ایشان خاوند محمود آسودند ۔ تاریخ وفات " میر جان پاک ولی امیر بہشت " ہے ۔

مزار ۔ آپ کا مزار حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشان کے مقبرہ واقع بیگم پورہ کے باہر واقع ہے ۔ وفات لاہور میں ۱۹۰۱ء مطابق ۱۳۱۹ھ میں ہوئی ۔ جن لوگوں نے آپ کو حضرت خواجہ خاوند محمود کا خلیفہ تحریر کیا ہے انہوں نے غلطی کی ہے ۔ حضرت خواجہ صاحب کی وفات ۱۶۴۲ء میں ہوئی مگر آپ کی وفات ۱۹۰۱ء کی ہے ۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ آنجناب خواجہ کے خلیفہ نہ تھے ۔ مگر پشت ہا پشت بعد قرابت داری تھی ۔

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی لاہوری

آنجناب کی پیدائش ۱۸۱۳ء کے لگ بھگ موضع بھینی ضلع شیخوپورہ میں ہوئی بعد ازاں آپ نے موضع قلعہ لال سنگھ تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ میں سکونت اختیار کر لی ۔ مگر تعلیم ریاست بہاول پور میں حاصل کی ۔ عربی فارسی ۔ تفسیر ۔ حدیث ۔ فلسفہ ۔ اصول معانی ہیئت ۔ فقہ ۔ صرف نحو میں مکمل مہارت تھی ۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد آپ وطن واپس تشریف لائے ۔ اور چوہنگ میں حضرت میاں بدر الدین کے دستِ مبارک پر بیعت کی ۔ جو قلعہ لال سنگھ سے پانچ

میل کے فاصلہ پر ہے۔ بیعت کے بعد برسوں تک آپ بلاناغہ روزانہ
نماز فجر اپنے پیر و مرشد کی اقتدا میں جا کر ادا کرتے۔ گرمی، سردی
اور موسم کے مصائب کی آپ کو مطلقاً پرواہ نہ تھی۔ قلعہ کے قبرستان
میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ جو عام طور پر غیر آباد رہتی تھی۔ اس مسجد
میں آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے کئی چلّے کاٹے۔ آپ تمام
رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ اور دن کے وقت کچھ آرام
فرمالیتے۔ اس قیام مسجد میں آپ کے پانچ بیٹے یکے بعد دیگرے
بہ حالت نابالغی میں انتقال فرما گئے۔ مگر آپ کو رسول اکرمؐ کی
محبت اور عشق متزلزل نہ کر سکا۔

عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ آپ رزق حلال کی کوشش میں
بھی آگے آگے تھے۔ کمال عبادت و ریاضت کو ذریعہ معاش نہیں
بنایا۔ بلکہ اپنی اراضی خود کاشت فرماتے۔ لاہور میں آپؒ "پیر
صاحب قلعہ والے" کے لقب سے مشہور ہیں۔ تقریباً تین مربعے
اراضی ملکیت خاص جو ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ دربار شریف
کے نام وقف کر دی۔ ہر سال آپ کے عرس پر سلسلہ نقشبندیہ کے
بڑے بڑے علمائے کرام وعظ فرماتے ہیں۔

لاہور میں تشریف آوری۔ ۱۸۵۵ء میں آپ لاہور

تشریف لے آئے اور اٹلی والی مسجد میں قیام فرمایا۔ مستری احمد بخش جو
آپ کا ارادتمند تھا۔ نے چار کینال ۱۳ مرلے زمین ایک کنوئیں سمیت
آپ کو خرید دی۔ چنانچہ آپ کھیتی باڑی میں بھی مصروف ہو گئے۔
پہلے اس جگہ کا نام بستی بیلہ رام تھا۔ اب اس کو عثمان گنج کہا جاتا ہے
۱۸۶۰ء میں آپ نے دربار کے باہر دو حجرے تعمیر کرائے اور یہاں
تبلیغ اسلام شروع کی۔

آپ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ کہ لاہور کے شمال میں ہمارا مزار بنے
گا۔ دوسری پیشگوئی آپ نے یہ فرمائی تھی کہ جب میں لاہور کے شمالی
حصہ میں قیام پذیر ہوں گا۔ تو میرے ہاں ایک لڑکا تولد ہو گا۔ جو
علوم ظاہری و باطنی کا مخزن ہو گا۔ اور یہ آپ کی دونوں پیش گوئیاں
حرف بحرف پوری ہوئیں۔

آپ کے ہمعصر لوگ

آپ کے ہمعصروں میں حضرت میاں شیر محمدؒ شرقپوری نقشبندی
حضرت پیر جماعت علی شاہؒ اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی
مرحوم ہیں۔ حضرت میاں شیر محمدؒ صاحب سے آپ کی اکثر ملاقاتیں
ہوتی تھیں۔ آپ کے خلفا میں آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ عالم
نور محمدؒ اور حضرت مہر محمدؒ صوبا نقشبندی کے نام بہت مشہور ہیں۔

آپ نے ۲۱ر فروری ۱۹۰۳ء کو وصال فرمایا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۰ اور ۹۰ سال کے درمیان تھی۔

مقبرہ ۔ حضرت خواجہ کا مقبرہ حضرت میاں میرؒ قادری کے روضۂ مبارک کے نمونے پر ایک بلند چبوترے پر نہایت عالیشان عمارت کی صورت میں ہے ساتھ ہی مسجد ہے آپ کے مرید خاص مستری احمد بخش مرحوم نے بیس ہزار روپے کے صرفِ خاص سے مقبرہ تیار کروایا اندر اور باہر نقاشی کا کام کروایا۔ جو لاجواب ہے۔ تعویذ اور فرش سنگِ مرمر کا لگوایا گیا۔ جس میں سنگِ موسیٰ کی پچی کاری کا کام ہے۔

الوارِ مرتضائیہ

١٦٧٧

مولانا سید دیدار علی شاہؒ نقشبندی لاہوری

آپ کا خاندان مشہد سے ہندوستان آیا۔ اور ریاست الور میں قیام پذیر ہوا سادات کرام کا یہ مقدس خانوادہ حسنی و حسینی ہے آپ ۱۲۷۳ھ میں ریاست الور میں پیر کے دن پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی سید نجف علی تھا۔ آپ امام موسیٰ رضاؒ کی اولاد سے ہیں۔ ابتدائی صرف و نحو کی کتب مولوی قمر الدین سے الور میں پڑھیں

بعد ازاں دہلی میں مولانا کرامت اللہ خاں سے درسی کتب پڑھیں اور دورۂ حدیث ختم کیا۔ پھر لاہور میں حضرت مولانا ارشاد حسین سے فقہ و منطق کی تعلیم مکمل کی۔ حضرت مولانا احمد علیؒ محدث سہارنپوری اور حضرت شاہ فضل الرحمٰنؒ گنج مرادآبادی سے حدیث کی سندیں حاصل کیں۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ۱۹۰۷ء میں "قوت الاسلام" کے نام سے ایک دار العلوم قائم کیا۔ ۱۳۱۷ھ میں مولانا ارشاد حسین کے حکم سے آگرہ کی شاہی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۲۲ء تک وہیں رہے۔

آپ کے علم و فضل کا چرچا پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے حنفی مشرب تھے سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت گنج مرادآبادیؒ سے بیعت و مجاز تھے۔ سلسلہ چشتیہ میں پیر سید علی حسین چشتی کچھوچھہ شریف اور سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد خاںؒ قادری بریلوی مجاز ہوئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ والے آپ کے ہم جماعت تھے۔ آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔ اور مستقل طور پر تہجد گزار تھے۔

لاہور میں تشریف آوری

جب آپ ۱۹۲۳ء میں دوسری بار لاہور تشریف لائے۔ تو مسجد وزیر خاں کی خطابت آپ کے سپرد ہوئی۔ نیز درس و تدریس

ایں مپرس از حال دیدار حزیں
زیست و موتش بشانی دیگر است

این خانه دل که خانه تست — ای جان بیا بخانهٔ ما
رنج حالم و غم جدائی — اینست بدل خزانهٔ ما
قربان تو یاد جان دیدار — اینست زما ترانهٔ ما

وفات۔ ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء کو لاہور میں وصال ہوا۔ اور چینگڑ محلہ اندرون دہلی دروازہ کی مسجد میں مدفون ہوئے قطعہ تاریخِ وفات یہ ہے۔

حافظ پس سر کوئی امداد شریعت
دیدار علی یافتہ دیدار علی را
(۱۳۵۴ھ)

نقوش ۹۲۸ - تذکرہ شعرائے پنجاب (فارسی) ۱۵۰ رسالہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۱۹۵۸ء

حضرت شاہ حاکم علی ابو الرضاء نقشبندی

آپ کوٹلی ضلع گوجرانوالہ میں ۱۲۹۷ھ میں پیدا ہوئے والد ماجد کا نام شہاب الدین تھا۔

جب آنجناب تین سال کے تھے تو صاف زبان میں باتیں کرنے لگے بلا کے ذہین تھے۔ حافظہ اس قدر تیز تھا کہ جو کلام ایک مرتبہ سُن لیتے۔ وہ ذہن نشین ہو جاتی۔ یہی وجہ تھی کہ چار پانچ سال کی عمر میں ہی آپ نے کلام پاک کے کئی سیپارے حفظ کر لیئے تھے بارہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد انتقال فرما گئے۔ تو تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو کسبِ معاش کی فکر بھی دامنگیر ہوئی۔ دن بھر آپ کام کرتے اور رات کو دینی علوم کی تکمیل کرتے۔

کلام پاک پر آنجناب کو اس قدر عبور تھا۔ کہ آپ اس کی چودہ قسم کی تفسیر نہایت آسانی سے بیان فرماتے۔ اور اسکے رموز و نکات کا انکشاف آپ اس طرح فرماتے۔ کہ دوسرا کوئی کیا بیان کر سکتا ہے
عربی و فارسی میں آپ کو کافی عبور تھا۔ بہترین خوشنویس اور اعلیٰ درجے کے شاعر بھی تھے۔ چونکہ آپ کی شاعری میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جھلک نمایاں طور پر موجود تھی۔ اس لئے آپ کو "ابو الرضاء" کہا جاتا ہے۔
آپ نے ساری عمر رضائے الٰہی کی تلقین میں بسر کر دی۔

آپ کا بیشتر وقت تعلیم و تدریس میں صرف ہوتا تھا۔ اس کے باوجود آپ ورزش وغیرہ میں بھی کافی دلچسپی لیتے تھے۔ دوڑنے۔ کشتی اور فصل کاٹنے میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہے

کہتے ہیں۔ کہ ایک دن جب آپ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھے
کہ آپ کے صاحبزادے کی علالت میں حالت خراب دیکھ کر آپ کی اہلیہ
نے فوری طور پر گھر آنے کے لئے کہلا بھیجا۔ مگر آپ مقررہ منزل ختم کر کے
ہی تشریف لائے۔ اسوقت تک بچے کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کی والدہ
نے جو اس وقت حیات تھیں۔ کہا۔ کہ اب کیا لینے آئے ہو۔ تم قرآن
کے اور قرآن تمہارا۔

بعد ازاں شوق عبادت و ریاضت میں آپ نے اتنا کمال حاصل
کر لیا۔ کہ کئی کئی روز آپ کھائے پئے بغیر گزار دیتے۔ قرآن شریف
سے آپ کی محبت اظہر من الشمس تھی۔ فرماتے تھے۔ قرآن کریم میری
خوراک، میری روح اور میرے دل کا سرور ہے۔ میں خوراک کے بغیر
زندہ رہ سکتا ہوں مگر اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

اب بیعت کا وقت آیا۔ تو اُن دنوں شرقپور شریف میں حضرت
میاں شیر محمد صاحب کا چرچا بہت تھا۔ کشاں کشاں وہاں پہنچے
اور آپ کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور پھر واپس لاہور تشریف لائے
اس زمانے میں بکی ٹھٹھی کے گرد و نواح کا علاقہ ویران اور بنجر
تھا۔ آپ نے ایک ویران جگہ میں قیام فرمایا۔ اور رشد و ہدایت کا
سلسلہ شروع کر دیا۔ ہزار ہا کی تعداد میں خدا کی خلقت آپ سے

فیض یاب ہونے لگی۔ ایک دفعہ آپ کی زبان مبارک تین سال تک
بند رہی ان ایام میں آپ خاموشی سے تلاوت فرماتے رہے۔ اور لوگوں
کو انگلی سے جو کچھ کہنا ہوتا لکھ کر بتا دیتے۔ اس مدت کے بعد
جب آپ کی طبیعت میں سکون آیا۔ تو آپ پھر رشد و ہدایت میں
مصروف ہو گئے۔

وفات ۔ آخری ایام میں آپ کی طبیعت بے حد علیل ہو گئی تھی
اور لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ بھی محدود کر دیا تھا۔ تریسٹھ برس
کی عمر میں ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء مطابق ۱۳۶۰ھ کو شب کے ساڑھے
بارہ بجے آپ کا وصال ہوا۔ اور آپ کو اس جگہ دفن کیا گیا جہاں بعد
ازاں آپ کا نہایت عظیم مقبرہ تعمیر کرایا گیا۔

آپ کا مقبرہ ملتان روڈ پر دار الشفقت کے طبیہ کالج کے متصل
بکی ٹھٹھی کو جانے والی سڑک کے دائیں جانب سبز گنبد میں واقع ہے
ساتھ ہی ایک مسجد بھی ہے۔

مولوی نبی بخش حلوائی نقشبندی لاہوری

آپ لاہور کے ایک متوسط ارائیں گھرانے میں سنہ ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس لئے آپ نے جلدی ہی قرآن کریم کی تعلیم مکمل کر کے علم حدیث و تفسیر کی طرف توجہ فرمائی اور معیشت کے لئے آپ نے مٹھائی بنانے اور دودھ بیچنے کا پیشہ اختیار فرمایا۔ اس لئے حلوائی کہلانے جانے لگے۔ آپ کے والد کا نام محمد وارث تھا۔

اساتذہ۔ آپ کے اساتذہ میں سے مولانا محمد حسین خطیب بادشاہی مسجد، مولانا محمد ذاکر بگوی۔ مولانا غلام محمد بگوی۔ مولانا غلام محمد بگوی۔ پیر سید عبد الغفار شاہ، مولانا غلام قادر بھیروی اور حضرت مولانا غلام دستگیر نقشبندی قصوری کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ آپ نے حضرت مولانا غلام دستگیر نقشبندی قصوری سے شرف بیعت کیا۔ جس وجہ سے آپ مصنف مفسر قرآن۔ مناظر اسلام اور اہل سنت والجماعت کا مایۂ ناز پنجابی شاعر

بنے۔ آپ کے ہم مسلک معاصرین میں سے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، مفتی عبد القادر۔ مولانا تاج دین۔ اور حافظ فتح محمد اچھرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور معاندین میں حافظ محمد لکھوی۔ سارجنٹ صاحب بہادر مولف تفسیر نعمانی مولوی عبد الستار۔ مولوی دلپذیر وغیرہ غیر عقیدہ لوگ تھے۔ اس پر فتن زمانہ میں جو خدمات اہل سنت والجماعت کو بچانے کے لئے بریلی سے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں۔ مراد آباد سے حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔ قصور سے مولانا غلام دستگیر اور لاہور سے مولانا سید دیدار علی شاہ، مولانا غلام قادر بھیروی اور مولوی نبی بخش حلوائی نے ——— سرانجام دیں۔ تاریخ اہل سنت والجماعت ان کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا غلام دستگیر نامی کی وفات کے بعد آپ نے پیر جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری سے فیض حاصل کیا۔

تصانیف۔ آپ پنجابی اور اردو کے مایۂ ناز ادیب تھے آپ کا بڑا کارنامہ تفسیر محمدی ہے جو پندرہ مبسوط جلدوں میں قرآن پاک کی منظوم تفسیر ہے۔ اور پنجابی زبان میں لکھی گئی ہے۔ پنجابی میں اس مایۂ ناز تفسیر کے علاوہ آپ نے اردو میں بھی کتابیں تصنیف

کیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) جامع الشواہد

(۲) اظہار انکار المنکرین

(۳) النار الحامیہ لمن قوم المعاویہ

(۴) اطلاع الناس فی طلاق الثلاث

(۵) احسان الاموات فی الصدقات والاسقاط

(۶) سبیل الرشاد فی حق الاستاد

(۷) تحصیل الزبان فی آداب المشائخ والاخوان

وفات۔ آپ نے ۱۹۲۵ء میں وفات پائی اور جامع مسجد بستی کوتوالی بیرون دہلی دروازہ جس میں آپ نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔ اور درس و تدریس کا کام کرتے تھے۔ مدفون ہوئے۔ یہ مسجد آپ نے ہی بنوائی تھی۔ قریباً ایک سو برس کی عمر میں آپ نے ۱۹۲۵ء میں وفات پائی

نقوش الامتیاز بین الحقیقت والمجاز
۹۵۰

مقدمہ

حضرت مہر محمد صوبا نقشبندی لاہوری

آپ دہلی دروازہ کے اندر سکونت رکھتے تھے "پیر قلعہ والے" حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی لاہوری (جن کا مزار اقدس شیرانوالہ دروازہ کے باہر محلہ عثمان گنج میں برلب ریلوے لائن واقع ہے۔ اور سبز گنبد کہلاتا ہے) کے مرید تھے۔ آپ ایک باکمال شخصیت تھے۔ بے شمار کرامات آپ سے ظہور پذیر ہوئیں۔ آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں ممتاز اور منفرد مقام حاصل تھا۔ شریف مکہ جن دنوں فرمانروائے حجاز تھا۔ آپ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ بیت اللہ شریف کی حاضری کے بعد آپ دیارِ حبیب کو رات کے اندھیرے میں جوش جنوں میں روانہ ہوئے۔ تو راستے میں بدوؤں نے آ لیا۔ آپ نے گنبدِ خضریٰ کی طرف رُخ کر کے دعا کی۔ کہ الٰہی ان ڈاکوؤں کی شر سے بچا۔ وہ ڈاکو آپ کی نورانی صورت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں منزل مقصود تک پہنچا کر لوٹے۔ آنجناب ایک درویش کامل تھے۔ اور عشق رسول میں ہر وقت مستغرق رہتے تھے۔

وفات - آپ نے ۸ رفروری ۱۹۴۵ء میں وفات پائی انتقال
کے بعد آپ کو کوٹ خواجہ سعید کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا ساڑھے
پانچ سال کے بعد آپ کے چند عقیدتمندوں نے رات کی تاریکی میں
وہاں سے آپ کے جسد مبارک کو نکالا - اور میانی قبرستان میں موجودہ
جگہ پر سپرد خاک کر دیا اور اُوپر ایک نہایت عالیشان مقبرہ بنوا دیا
قبرستان میانی میں بہاولپور روڈ سے مزنگ چونگی کو آتے ہوئے
راستے میں آغا حشر کاشمیری کی قبر سے آگے حضرت مولانا احمد علی صاحب رح
کا مزار اقدس ہے اس سے ذرا آگے جائیں تو سڑک کے دائیں سمت ایک
نہایت پُروقار مقبرہ نظر آتا ہے جو ایک نہایت وسیع و عریض چبوترے
پر عام سطح سے تقریباً دس بارہ فٹ بلند ہے - آپ کا مقبرہ بنا ہوا
ہے - مزار میں بجلی کا بھی انتظام ہے - مقبرہ سے باہر آپ کے مریدین
کی بھی قبور ہیں - خاص طور پر آپ کے خلیفہ صادق حاجی چراغ دین
المتوفی ۱۹۵۶ء کا بھی ہے - جنہوں نے اس مقبرہ کو بنوایا تھا آپ
کی قبر پر سنگ مرمر کی تختی نصب ہے جس پر آپ کی تاریخ وفات
۸ رفروری ۱۹۴۵ء درج ہے -

حضرت خواجۂ عالم پیر نور محمد نقشبندی لاہوری رح

آپ حضرت غلام مرتضیٰ نقشبندی رح کے فرزند ارجمند تھے اور اکلوتے
تھے - ولادت ۴ ردسمبر ۱۸۹۶ء کو بروز جمعۃ المبارک لاہور میں ہوئی
بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا - آپ ارائیں خاندان سے تعلق
رکھتے تھے - کچھ عرصہ آپ نے مدرسہ حمیدیہ لاہور میں تعلیم حاصل کی -
پھر درس نظامیہ کا نصاب مفتیٔ اعظم حضرت مولانا یار محمد خطیب
سنہری مسجد لاہور سے مکمل کیا - آپ تمام علوم ظاہری تفسیر حدیث
صرف و نحو - منطق - فلسفہ - ادب اور علم المناظرہ کے جید عالم
تھے - آپ حنفی نقشبندی تھے - سلسلہ طریقت میں اپنے والد گرامی
سے بیعت تھے -

ہر نماز جمعہ کے بعد آپ حلقہ ذکر کرتے - ایک دفعہ جب کہ
آپ علیل تھے - مریدین نے عرض کیا - کہ کچھ عرصہ کے لئے مجلس ذکر
کو بند کر دیا جاوے - جس پر آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور
اُس کو جاری رکھنے کی تلقین فرمائی - ہزارہا مریدوں کے باوجود آپ
ہاتھ سے کاشتکاری کرتے تھے اور اکل حلال کا ذریعہ رکھتے تھے -

عشقِ رسولؐ آپ کی رگ رگ میں رچا ہوا تھا۔ اور مریدوں کو رسولِ پاک کے
نقشِ قدم پر چلنے کی تاکید فرماتے اور اسلامی احکام پر سختی سے پابند رہنے
کا حکم دیتے۔ اسلئے آپ اپنے مریدین میں "فنافی الرسول" کے لقب سے
مشہور ہیں آپ ہر ایک کو مرید بنانے میں حتی الوسع تامل فرماتے اور اگر
لوگ زیادہ اصرار کرتے تو ان کو مختلف آزمائشوں میں ڈال دیتے آپکے
حلقہ میں داخل ہونے کے لئے نماز تہجد اور شب بیداری لازمی ہوتی تھی
۱۹۲۰ء میں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور ۱۹۳۲ء میں دو حجرے
دو رہائش گاہ اور بارہ دری تعمیر کروائے۔ تصوف پر متعدد کتابیں لکھیں
جن میں سے درج ذیل مشہور و معروف ہیں۔

تصانیف (۱) حجت ربانی (۲) توثیق الایجات شرح درود مستغاث
(۳) تحقیق الوحید (۴) ظہور الصفات فی جمیع الموجودات (۵) حج
فقیر بآستانہ پیر (۶) قدم بوسی وغیرہ۔

آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ بیان کی جاتی
ہے۔ جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں آپ نے اپنے والد گرامی کے
دربار کے بالکل ملحق ایک مسجد۔ بہت سے حجرے۔ دیوان خانے
اور چوبارے تعمیر کروائے۔ تاکہ عرس پر آنے والے زائرین کو
تکلیف نہ ہو۔ اور وصیت نامہ بھی تحریر کر دیا۔ کہ تاقیامت ان

حجرہ اور چوباروں کو کوئی سجادہ نشین کرایہ پر نہیں اٹھا سکتا۔
وصال سے تین روز قبل احباب نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کا سایہ
تا دیر ہمارے سروں پر رکھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سے زیادہ عمر نہیں چاہتا۔ اس کے تین دن
بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

وفات۔ آپ کا مزار اقدس شیرانوالہ دروازہ کے باہر ریلوے
لائن کے قریب محلہ عثمان گنج میں واقع ہے۔ وفات ۱۳۷۷ھ مطابق
۱۲ مئی ۱۹۵۸ء صبح آٹھ بج کر پچاس منٹ پر ہوئی۔ آپ کا مزار اپنے
والد بزرگوار کے مقبرہ سے جنوب کی جانب ہے۔ مقبرہ کے اندر اور باہر
نقاشی قابل دید ہے۔ تعویذ اور فرش سنگِ مرمر کا ہے مقبرے پر اب
تک چالیس ہزار روپے کی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ مزار کے نقش و نگار
اور فنی خوبیاں اپنی مثال آپ ہیں۔

محکمہ اوقاف۔ محکمہ اوقاف حکومتِ مغربی پاکستان نے ۲۶ فروری
۱۹۶۰ء میں اس درگاہ کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس وقت سے اب تک
محکمہ ہزار ہا روپیہ خرچ کر چکا ہے جنوری ۱۹۶۱ء سے محکمہ اوقاف نے
ایک امور مذہبیہ کمیٹی کی تشکیل کی تاکہ درگاہ کا انتظام بہتر ہو سکے۔
اور پرانی رسومات کو برقرار رکھا جا سکے۔ اس کمیٹی نے جو آپ کے عقیدتمندوں

پر مبنی ہے۔ مزار شریف کی توسیع اور مرمت پر انتظامیہ کمیٹی نے تقریباً
چالیس ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ اوقاف کے زیر اہتمام ۱۹۶۱ء
سے ۱۹۶۶ء تک مزار پر ۳۷۲۲۱ روپے کی آمدنی ہوئی اور خرچ
۲۹۰۱۳ روپے ہوئے۔

انوار مرتضائیہ
۱۷ اتا ۲۴

ماخذ

(یہ تمام کتب میرے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہیں)

(۱) حدیقۃ الاولیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور جون ۱۹۰۶ء

(۲) تحقیقات چشتی مصنفہ مولوی نور احمد چشتی زیر اہتمام محمد انشاء اللہ خاں مالک و ایڈیٹر وطن و حمیدیہ ایجنسی و پریس یکم جنوری ۱۹۰۷ء لاہور

(۳) تاریخ لاہور مصنفہ رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجینئر لاہور ڈویژن مطبع وکٹوریہ پریس لاہور بار اول ۱۸۸۴ء۔

(۴) خزینۃ الاصفیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری (فارسی) حصہ اول و دوم در مطبع نامی منشی نولکشور بار دوم ۱۹۰۲ء

(۵) ہسٹری آف لاہور مصنفہ سید محمد لطیف (انگریزی) ۵۷-۱۹۵۶ء

(۶) تذکرہ اولیائے ہند و پاکستان مصنفہ مرزا احمد اختر دہلوی ۱۹۵۷ء

(۷) تذکرہ صوفیائے پنجاب مصنفہ اعجاز الحق قدوسی ۱۹۶۲ء

(۸) منتخب التواریخ مصنفہ ملا عبد القادر بدایونی اردو ترجمہ محمود احمد فاروقی ۱۹۶۳ء

(۹) تذکرہ علمائے ہند تالیف مولوی رحمان علی ترجمہ اردو محمد ایوب قادری کراچی ۱۹۶۱ء

(۱۰) حضرات القدس مصنفہ ملا بدر الدین نقشبندی سرہندی دفتر دوم ۱۳۲۰ھ

(۱۱) نقوش لاہور نمبر فروری ۱۹۶۲ء

(۱۲) یاد رفتگاں مصنفہ منشی محمد دین فوق

(۱۳) الامتیاز بین الحقیقت والمجاز مصنفہ محمد نبی بخش حلوائی نقشبندی

(۱۴) اسرار صمدی با تصحیح و مقدمہ پروفیسر محمد شجاع الدین ۱۹۶۵ء

(۱۵) مجدد اعظم مولفہ محمد حلیم

(۱۶) حضرت مجدد الف ثانی مصنفہ نظام الدین مجددی توکلی

(۱۷) رود کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام ایم اے ۱۹۵۸ء

(۱۸) جواہر مجددیہ مصنفہ خواجہ احمد حسین خاں نقشبندی مجددی ۱۹۱۳ء

(۱۹) لاہور عہد مغلیہ میں مصنفہ محمد دین فوق ۱۹۳۷ء

(۲۰) آثار الصنادید مصنفہ سر سید احمد خاں دہلی ۱۹۶۵ء نیا ایڈیشن

(۲۱) تذکرہ علمائے لاہور مصنفہ محمد دین فوق ۱۹۲۰ء

(۲۲) تذکرہ اولیائے لاہور محمد وارث کامل ۱۹۶۳ء



(۲۳) مقدمہ تقدیس الوکیل ۔ نوری بک ڈپو لاہور

(۲۴) عرس اور میلے مصنفہ امان اللہ خاں سرحدی

(۲۵) تذکرہ شعرائے پنجاب (فارسی) لیفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید

(۲۶) A Revised list of objects of Archeological Interest in the Punjab by C.J Rodgers 1891–92

(۲۷) اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ میرزا محمد عرف معتمد خاں بخشی ترجمہ اردو محمد زکریا مائل

(۲۸) بزرگان لاہور مصنفہ پیر غلام دستگیر نامی مطبوعہ ۱۹۶۶ء

(۲۹) لاہور گائیڈ مرتبہ بزم اردو لاہور مطبوعہ ۱۹۰۹ء

(۳۰) عبرت نامہ جلد اول مصنفہ مفتی علی الدین خلف مفتی خیر الدین لاہوری ۱۹۶۱ء

(۳۱) ہمارا پنجاب مصنفہ شیخ عزت اللہ

(۳۲) تذکرہ مشائخ بگویہ مرتبہ مولانا ظہور احمد بگوی مطبوعہ بھیرہ

(۳۳) التکادیہ علی الغادیہ جلد دوم مصنفہ مولانا محمد عالم آسی امرتسری مطبوعہ امرتسر

(۳۴) تاریخ جلیلہ مصنفہ غلام دستگیر نامی ۱۹۳۷ء ۔